



# برگ گل

سید نفیس حسینی

مع و ترتیب

سید اظہار احمد گیلانی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۳/۱۴۴ کریم پارک ○ لاہور

135348



اشاعت دوم

۲۰۰۳ء

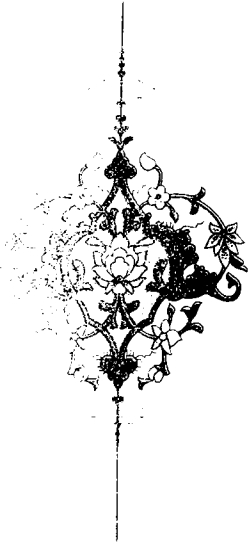
اشاعت اول

۲۰۰۲ء

سید نفیس السینی	:	سخنور
سید اظہار احمد گیلانی	:	جمع و تدوین
حافظ سید انیس الحسن حسینی رحمہ اللہ	:	خطاطی سرورق
محمد جمیل حسن، سید جمیل الرحمن	:	خطاطی برگ گل
سید حسن شعیب	:	ترتیب
افتخار احمد	:	کمپیوٹر کمپوزنگ
شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور	:	طباعت
شاہ زید و شاہ بلال	:	ناشر
سید احمد شہید اکیڈمی	:	
نفیس منزل، کریم پارک، لاہور	:	
روپے	:	قیمت

# محبوب

- ۱۷ تقریظ : جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی
- ۲۴ ”برگ گل“، ایک تاثراتی مطالعہ: سید اظہار احمد گیلانی
- ۶۱ حمدِ باری
- ۶۲ دریا جو بہ رہا ہے
- ۶۳ بحضور سید المرسلین ﷺ
- ۶۵ یا رسول اللہ ﷺ
- ۶۷ سرپائے اقدس ﷺ
- ۶۹ بحضور ساقی کوثر ﷺ
- ۷۲ محمد موتی ﷺ
- ۷۳ چھارہ ہی بے گھٹامدینے کی
- ۷۴ لب پر درود
- ۷۵ سلام بحضور خیر الانام ﷺ
- ۷۷ لاکھوں سلام
- ۸۰ اداس راہیں
- ۸۲ گھر گھر اُجالا



## آرزو

یہی عرض کرنے کو جی چاہتا ہے  
مدینے میں مرنے کو جی چاہتا ہے

یہ کس جانِ جاناں کا فیضِ نظر ہے  
کہ جی سے گزرنے کو جی چاہتا ہے

بگڑنے ہی میں عمر گزری ہے ساری  
خدا یا! سنورنے کو جی چاہتا ہے



(۱۳۱۷ھ / ۱۹۹۷ء)



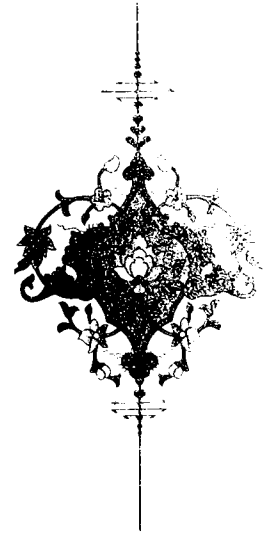
# مناقب



یہ خوشبو ہر سو پھیلے گی  
”بوکر و عسمر، عثمان و علی“  
یہ لوح و تلم کی زینت ہے  
بوکر و عسمر، عثمان و علی

اس نظم کی خوشبو پھیلے گی  
گوئجے گا یہ نغمہ گلی گلی  
یہ کتبہ حرم کی زینت ہے  
لکھ شاہ نفیس اب اس کو جلی

(۲۰ بیچ الاول ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء)



## بوکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم

اصحابِ محمد ﷺ کے ولی  
یا ان نبیؐ میں سب سے جلی

وہ شیعِ حرم کے پروانے  
بوکر و عمر، عثمان و علی

اسلام نے جن کو عزت دی  
ایمان کی روایت جن سے چلی

ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی  
لگتی ہے یہی ترتیبِ بھلی

بوکر و عمر، عثمان و علی  
بوکر و عمر، عثمان و علی

وہ ختمِ رسل کے دیوانے  
بوکر و عمر، عثمان و علی

اسلام کو قوت جن سے ملی  
بوکر و عمر، عثمان و علی

ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی  
بوکر و عمر، عثمان و علی





جوہر کا شعر صفحہ ہستی پہ ثبت ہے  
پڑھتے ہیں جس کو اہل نظر کربلا کے بعد

”قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے  
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد“



(۵۱-۱۹۵۵ء)



لہ مولانا محمد علی جوہر

## کربلا کے بعد

لایا جو خونِ رنگِ دگر کربلا کے بعد  
اُونچا ہوا حسین کا سر کربلا کے بعد

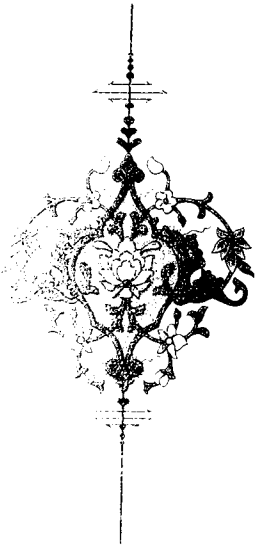
پاسِ حرم، لحاظِ نبوت، بقاتے دیں  
کیا کچھ تھا اُس کے پیشِ نظر کربلا کے بعد

اے رہ نوردِ شوقِ شہادت ترے نثار  
طے ہو گیا ہے تیرا سفر کربلا کے بعد

آباد ہو گیا حرمِ ربِّ رسولؐ کا  
ویراں ہوا بتوںؑ کا گھر کربلا کے بعد

ٹوٹا یزیدیت کی شبِ تار کا فسوں  
آئی حُنینت کی سحر کربلا کے بعد

اک وہ بھی تھے کہ جان سے سنس کر گزر گتے  
اک ہم بھی ہیں کہ چشم ہے تر کربلا کے بعد



## اُسوۃ شیریہ رضی اللہ عنہ

گوئج اُٹھے ارض و سما۔ نعرۃ تبکیر کے ساتھ  
رَن میں نکلا کوئی سونتی ہوئی شمشیر کے ساتھ  
ایک بجلی سی چمکتی ہے پس پردہ ابر  
ایک ظلمت سی اُبکھنے کو ہے تنویر کے ساتھ  
ہر قدم اُٹھتا ہے اسلام کی عظمت کے لیے  
دَم بدم بڑھتا ہے اللہ کی تبکیر کے ساتھ  
یہ تو پھر خونِ جگر گوشہ پیغمبر ہے  
عرشِ ہل جاتا ہے اک آہ کی تاثیر کے ساتھ  
خاک اور خون میں لتھڑے ہوئے جانباڑوں سے  
پیش آتی ہے مشیت بڑی توقیر کے ساتھ  
اپنے اللہ کا صد شکر ادا کرتا ہوں  
جس نے وابستہ کیا دامنِ شہیر کے ساتھ

(۶۱۹۵۵-۵۲/۵۱۳۷۲-۷۱)



## ذکرِ حَسَنِینِ رضی اللہ عنہما

دوشِ نبیؐ کے شاہسواروں کی بات کر  
کون و مکاں کے راجِ دُلاہوں کی بات کر

جن کے لیے ہیں کوثر و تسنیم موجزن  
اُن تشنہ کام بادہ گساروں کی بات کر

خلدِ بریں ہے جن کے تقدُّس کی سیگاہ  
اُن خوں میں غرق غرق نگاروں کی بات کر

کلیوں پر کی گزرتی پھولوں کو کیا ہوا  
گلزارِ فاطمہؑ کی بہاروں کی بات کر

جن کے نفسِ نفس میں تھے قرآن کھلے ہوئے  
اُن کر بلا کے سینہ فگاروں کی بات کر

شمرِ لعیں کا ذکر نہ کر میرے سامنے  
شیرِ خرد کے مرگِ شعاروں کی بات کر

(۲۳-۵۱۳۷۵/۵۳-۶۱۹۵۶ کے درمیان کہی گئی)



# قطب صاحب

بختیار آل قطب دین مصطفیٰ  
 پیروان مر تفضی را رہنما  
 شعر پیر جام بشنید از قضا  
 گشتگان خنجر تسلیم را  
 ہر زماں از غیب جاہے دیگر است

یکم شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ  
 ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء

۱ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمہ اللہ تھلے

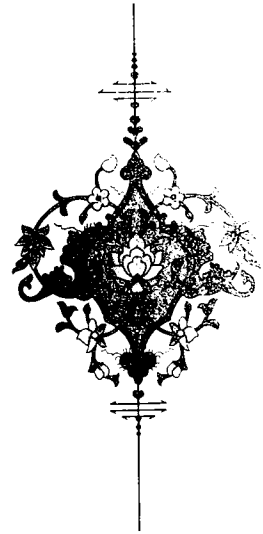
(م-۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء)

۲ حضرت شیخ احمد جام رحمہ اللہ

شہاب الدین ابو نصر احمد، المعروف بہ زندہ پیل (۱۳۴۱ھ/۱۰۴۹ء

تا ۵۳۶ھ/۱۱۳۱ء) دورِ سلاجقہ کے ایرانی صوفی اور متعدد فارسی کتابوں کے

مصنف (مرتب)



۱۵۰ شہیدانِ بالاکوٹ

۱۵۲ حق کا بول بالا ہونے والا ہے

۱۵۵ تاقیامت رہے آبروئے ہرات

۱۵۹ بُوئے وطن

۱۵۹ ہرات

۱۶۰ الفراق

۱۶۱ جہاں میں پرچمِ اسلام لہرانے کا وقت آیا

پینٹائے غزال

۱۶۵ تصور

۱۶۷ نقشِ محبت

۱۶۹ ارمغانِ گلبرگہ

۱۷۲ جس تصوف میں خود نمائی ہے

۱۷۵ وہ دل کہ دیر سے تھا پریشانِ آرزو

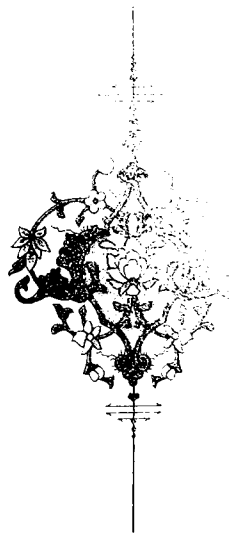
۱۷۷ ہم ہیں اور شوقِ بزمِ آرائی

۱۷۹ بیمار ہو گئے بڑے بیتاب ہو گئے

۱۸۱ کیوں شکوہِ غم اے دلِ ناشاد کرے ہے

۱۸۳ اے دوست جب سے وقفِ خرابات ہو گئی

۱۸۵ آج روزِ سعید ہے ساقی



## خواجہ اجمیریؒ

مُعین الدین حسن سجزی امیرے  
امام چشتیاں ، روشن ضمیرے  
رسول ﷺ اللہ او را حکم فرمود  
برائے ملکِ ہند آمد سفیرے

یکم شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ  
۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء



• سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمہ اللہ

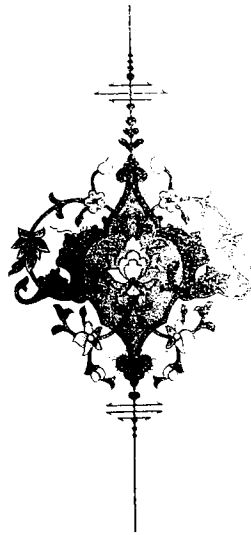
(م-۶۳۳/ھ-۱۳۶۶ء)

۱۰  
سُلطانِ حَی

یتیمی بُودِ مَرِدِ باحدا شد  
مردِ اُو را منصبِ عالی عطا شد  
اجودِ همن چوں رسیدِ آلِ جانِ جانان شد  
نظامِ الدینِ محمدِ اولیاءِ شد

یکم شعبان المعظم ۱۳۲۲ هـ  
۱۸ اکتوبر ۲۰۰۱

۱۰ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین لولیا، رحمہ اللہ  
(۲- ۵۷۲۵ / ۰۱۳۲۵)  
۱۰ پاک پٹن شریف





## بابا فریدؒ

فریدؒ آل امیرِ امیرانِ عالم  
شہِ چشتیاں پیرِ پیرانِ عالم  
چہ خوش گفت سید محمدِ حسینیؒ  
”فرید است از بے نظیرانِ عالم“

(۱۳۱۴ھ / ۱۹۹۷ء)



۱۔ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً (م۔ ۶۶۳ھ)

۲۔ حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ (م ۸۲۵ھ)

بکھنورِ خواجہ کیسودراز رحمہ اللہ

اے منظرِ شانِ کبریائی

اے پرتوِ نورِ مُصطفائی

اے پیکرِ زہد و پارسائی

اے وارثِ فقرِ مُرتضائی

اے خواجہ خواجگانِ عالم

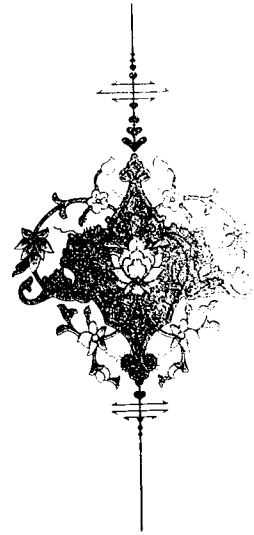
اے رشکِ اجودھنی و طائی

اے خسروِ زمزمہ طرازے

اے ثانیِ سعدی و سنائی

اے روشنیِ چراغِ دہلی

اے رونقِ بزمِ چشتیائی



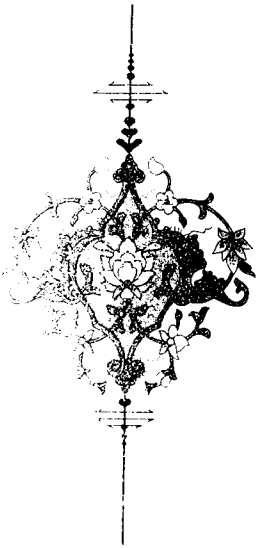
# چراغِ دہلیؑ

آہ وہ عسیر باغِ ترا  
جس سے پاتے ہیں ہم چراغِ ترا  
کتنے طوفانِ سر سے گزرے ہیں  
جل رہا ہے مگر چراغِ ترا

(۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء)



۱۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی (۱۴۰۷ھ - ۱۴۵۷ھ) جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہما اللہ



## حضرت سید اکبر حسینؑ

حسین ابنِ محمّدوم بندہ نواز  
زِ اقطابِ مرحومِ اہلِ دکن  
بہ اکبر حسینؑ و ”سید بڑا“  
مگر ہست موسومِ اہلِ دکن  
چہ مہرِ جہانابِ افلاکِ چشت  
چہ خوشِ دُرِّ منظومِ اہلِ دکن

۱۔ سید حسین المعروف بہ حضرت سید محمد اکبر حسینؑ فرزند اکبر خواجہ بندہ نواز حضرت گیسو دراز قدر اللہ شہر  
یہ قطعہ تاریخ ”تذکرہ محمّدوم زادہ بزرگ“ مولفہ سید عظمت اللہ حسینؑ شائع کردہ بزم معراج العاشقین  
کلکتہ میں طبع ہوا۔ تاریخ تصنیف : ۱۳۸۳ھ / ۶۳-۶۴-۶۱۹۶۴



اے مشربِ تستِ عشقِ احمد  
 اے مسکِ تو خدا نمائی  
 ہر نقشِ تو آفتابِ بادہ  
 تا حشرِ فشانہ روشنائی  
 یکبار کہ باریابِ کردی  
 ہم بارِ دگرِ کرمِ نمائی  
 شاقِ است چو بر دلِ نفیسی  
 اے جانِ جہاں! چرا جدائی

○

(۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء)

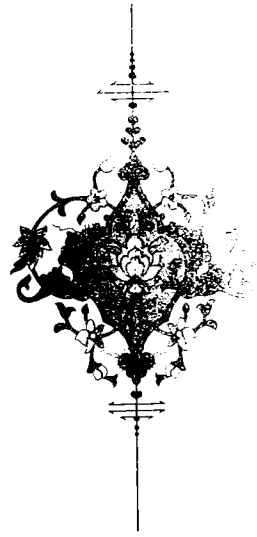
لے حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا، ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں۔ میں پتھ ہوں حضرت  
 کی انگشتِ شہادت تھامے ہوئے چل رہا ہوں۔ (نفیس)

## بر مزارِ قُطْبِ الْإِشَادِ

ناتیم المتحدین، شیخ الاسلام المسلمین سدا لاصغیرا الکالمین مُجدد العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ  
(م- ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) کے حضور میں نذرانہ نفیس

ہے یہ کس کی خوابگہِ حسیں ، یہ نفیس کس کا مزار ہے  
کہ نفسِ نفس کو جو ہے سکوں تو نظرِ نظر کو قرار ہے  
یہاں اک نگار ہے خیمہ زن ، یہ حریمِ حُسنِ نگار ہے  
یہاں موجِ جلوۂ سردی ، وہ ہر لہرِ رشکِ بہار ہے  
یہ فرود گاہِ رشید ہے ، یہ مقامِ سرفرید ہے  
یہ مکانِ خلدِ نشان ہے ، یہ میکنِ عرش و قار ہے  
جو ابوحنیفہ وقت تھا ، جو کبھی حُجرتی عصر تھا  
جو حُنفیہ و شبلی دہر تھا ، یہ اُسی کی خاکِ مزار ہے

۱۔ ابوحنیفہ وقت : حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو تفقہ میں مقام بلند  
کی بنا پر ”ابوحنیفہ عصر“ کا لقب دیا تھا۔ وہ اپنے عہد میں اسی لقب سے معروف تھے۔



ز دہلی بہ گلبرگہ تشریف بُرد  
مزار است مقسومِ اہلِ دکن  
چو پُرسند سالِ وصالتش نفیس  
بگو "بُودِ محسومِ اہلِ دکن"

۲ ۱ ۸ ۵



کوئی دیدہ ور ہو تو دیکھ لے، بڑے معرکے کا یہ مرد ہے  
یہ جو کمکشاں کی سی گرد ہے، اسی گرد میں وہ سوار ہے  
کبھی جام پینے پہ آگئے، تو سمن دروں کو چڑھا گئے  
یہ جو آج تک نہیں ہوش ہے، مے عشق ہی کا خمار ہے

یہ عنایتیں، یہ نوازشیں، ابھی آپ مجھ سے نہ پوچھیے  
مری آنکھ محو جمال ہے، مرے سامنے رخ یار ہے  
میں نگاہ شوق کا کیا کروں، دل ناہبور سے کیا کہوں  
ابھی حشر میں بڑی دیر ہے، ابھی دور روزِ شہار ہے  
کوئی نکتہ چیں ہو، ہوا کرے، مگر اے نگاہِ کمال ہیں  
ذرا کر کے دیکھ مشاہدہ، یہاں نور ہے وہاں نار ہے  
کسی خشک طبع سے کیا غرض، کسی تنگ ظرف سے کام کیا  
مری اہل دل سے ہے دوستی، مجھے اہل درد سے پیار ہے





- ۱۱۰ بحضور خواجہ گیسو درازؒ  
 ۱۱۲ حضرت سید اکبر حسینیؒ  
 ۱۱۴ بر مزار قطب الارشادؒ

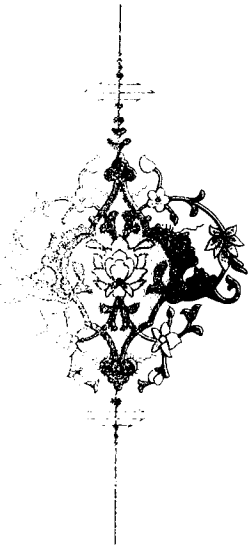
### تذکرہ اذنان

- ۱۱۹ آہ قطب الارشاد گزشت  
 ۱۲۳ حضرت مولانا احمد علیؒ  
 ۱۲۶ مولانا محمد کثیرؒ  
 ۱۲۸ بیاد رئیس لتبلیغ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ  
 ۱۲۹ جناب شاہ حسین خیر بندہ نوازیؒ  
 ۱۳۱ حکیم سید محمد عالم شاہؒ  
 ۱۳۳ حکیم سید نیک عالم شاہؒ  
 ۱۳۴ غروب آفتاب  
 ۱۳۶ والدہ مرحومہ کی رحلت پر  
 ۱۳۹ بیاد والد بزرگوارمؒ  
 ۱۴۱ رخصت!

- ۱۴۳ یقین نہیں آتا  
 ۱۴۴ حافظ سید انیس الحسن غفر اللہ لہ

### اذانِ حجاب

- ۱۴۷ انتم الاعلون



یہ مزار بقعہ نور ہے، یہ جہانِ عشق کا طور ہے  
یہاں آفتابِ جمال ہے، یہ تجلیوں کا دیار ہے  
یہاں قدسیوں کا نزول ہے، یہ دلیلِ حسنِ قبول ہے  
یہاں سو رہا ہے وہ نازنین، جو نبی کا عاشق زار ہے  
جو کلامِ دوست کا نور ہے، تو حدیثِ یار کا فیض ہے  
اسی فیض سے، اسی نور سے، یہ مزار مقتومہ زار ہے  
یہ جنوں کا محلِ شوق ہے، یہ نظر کی منزلِ شوق ہے  
مرا عشق حاصلِ شوق ہے، مرا عشق اس پہ نثار ہے  
وہ کہ تھا مجاہدِ شاملی، صفیں جس نے اٹھیں فرنگ کی  
اسی صفِ شکن کی یہ گھات ہے، اسی شیر کا یہ کچھار ہے

۲ شاملی: آپ ۱۸۵۷ء کے جہاد میں خانقاہِ قدوسی سے مردانہ وار نکل کر انگریزوں کے خلاف صفِ آزار  
ہو گئے اور اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے رفقاء کے ساتھ قصبہ شاملی کے محکمہ جہاد  
میں شامل ہو کر خوب دادِ شجاعت دی۔ لے، لے قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہ  
(پچاس شاملی شخصیات، حوالہ تماریح دارالعلوم دیوبند)

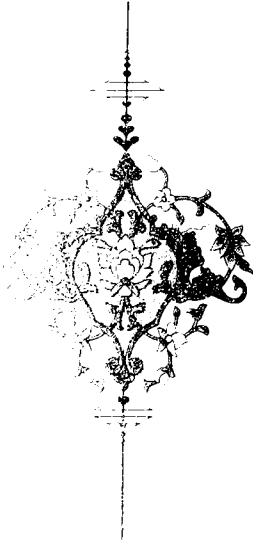


IIA

یہی میرا ناز و نیاز ہے کہ اسیر زلفِ رشید ہوں  
اسی سلسلے کا مُرید ہوں، مرا اس پہ دار و مدار ہے  
میں فدائے عشقِ رسول ہوں، میں نبیؐ کے پاؤں کی دُھول ہوں  
مراد دلِ حُند کے حضور میں، نبیؐ از سجدہ گزار ہے



سہارنپور ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ  
۲۷ جنوری ۱۹۷۰ء

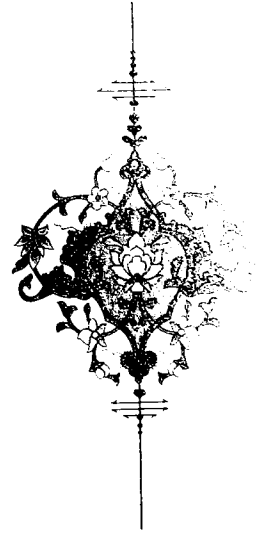




# شعر الفراق



ایسا عارف، ایسا مرشد  
 تجھ سا دیکھا، نہ تجھ سا پایا  
 لاکھوں دلبر، لیکن پھر بھی  
 حُسنِ تنکلم، رنگِ تبسم  
 گاہ اشارہ، گاہ کینایہ  
 سوزِ مروتِ لخطہ لخطہ  
 اپنے پرلے، یکساں یکساں  
 استغنا کا عالم، واللہ  
 اُف رے دبی چنگاریِ دل کی  
 آہ! ترا اندازِ محبت  
 یاد رہیں گے تیرے جلوے  
 آہ کہ تجھ سے گرم تھی محفل  
 اُجڑا اُجڑا، ویراں ویراں  
 ساحلِ جسمنا پر کیا گزری  
 ڈھونڈ نہ پائے عالمِ عالم  
 اُتر، دکھن، پُورب، کچھم  
 تیرا عالم، تیرا عالم  
 غم کا دوا، زحیم کا مرہم  
 مجھل مجھل، مہم مہم  
 دردِ محبتِ سپیم سپیم  
 سب کا مونس، سب کا ہمد  
 خاک برابر لاکھوں درہم  
 آگ لگا دی پُورب کچھم  
 عشق میں شعلہ، حُسن میں شبنم  
 روشن روشن، مدھم مدھم  
 آہ کہ اب ہے درہم برہم  
 ہاتے وہ رلتے پُور کا عالم  
 آہ وہ طوفناں برہم برہم



# آہِ قُطْبِ الْإِشَادِ كَرِشْتِ

تذکرہ فریق  
سلطان العرفان سید الطائفہ حضرت اقدس مولانا و مرشدنا شاہ عبدالقادر رابعی نور اللہ مرقدہ

دل ہے پُر خوں، آنکھیں پُر نم	اے غمِ جاناں، اے غمِ جانم
عشق سراپا، حُسنِ مجتَم	اللہ اللہ، اُن کا عالم
قبلہ نما و قبلۂ عالم	حضرت عبدالستارِ ثانی
رشکِ جَبْنِید و شبلی و ادہم	قُطْبِ زمانہ، غوثِ یگانہ
ختمِ انہی پر اُن کا عالم	فانی فی اللہ، باقی باللہ
نائبِ حضرتِ فخرِ دو عالم	جامعِ سنت، جامعِ بدعت
شکرِ پیغمبرِ خاتم	عسکری اصحابِ محمد
جاری ساری باہم باہم	نورِ شریعت، فیضِ طریقت

لے وصال مبارک ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ بروز پنجشنبہ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء بوقت چاشت دربلدہ لاہور، پاکستان -

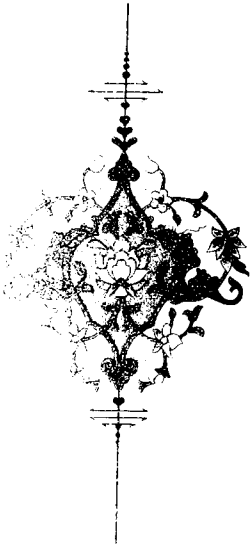




ہاتھ میں تیرے ہاتھ دیا ہے لاج بھی تیرے ہاتھ ہے ہمدم  
حشر میں ہم کو بھول نہ جانا یاد کے لائق گرچہ نہیں ہم  
حشر تک تربت پر تیری  
نور کی بارش برے چھم چھم

(۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)





تم ہی کو کچھ عنصم کی کمائی  
 آہ نصیسیں زار کی حالت  
 اللہ اللہ دیکھ لیا ہے!  
 سینہ بریاں، دیدہ گریاں  
 ذکر کی دُنیا سُونی سُونی  
 دُنیا دُنیا، عُقبی عُقبی  
 دل کہ شہیدِ ناز ہے تیرا  
 آہ کہ تجھ بن چین نہیں ہے  
 آہ کہ زادِ حشر نہیں ہے  
 اے مرے مُشفق، اے مرے مُحسن!  
 انشاء اللہ، انشاء اللہ  
 وہ جو عزیزِ جاں ہے تمھارا  
 اے لبِ راوی، اے لبِ جلم  
 بیکل بیکل، بیدم بیدم  
 حشر سے پہلے حشر کا عالم  
 آہ کہ اب کس حال میں ہیں ہم  
 فکر کا عالم درہم برہم  
 عالم عالم تیرا ماتم  
 زندہ ہے اب بھی لیکن کم کم  
 یاد ہے تیری پیہم پیہم  
 آہ! ندامت سے ہے سر خم  
 تم ہو جو میرے پھر مجھے کیا غم  
 آج سے ہے یہ وعدہ محکم  
 وہ ہے ہمارا اُس کے ہیں ہم

حضرت مولانا عبدالغزیز انصاری صاحبین حضرت قدس انصاری نور اللہ مرقدہ

کون تھا اس دور میں انگریز کا پکا حریف  
 جانتی ہے خوب یہ لاہور کی ہر ہر گلی  
 کس نے لکارا فرنگی جبر و استبداد کو  
 سر اٹھانے کی میاں رسم جنوں کس سے چلی  
 مجمع اوصاف تھی لا ریب اُن کی شخصیت  
 وہ مُفسر، وہ مُصنّف، وہ مُجاہد، وہ ولی

اُن کی بزم فسق تھی اس بات کی زندہ دلیل  
 شاہ ہفت اقلیم سے درویش کی صحبت بھلی  
 یہ حقیقت ہے کہ اُن کے قلب نور افروز سے  
 نخلۂ پنجاب میں ایمان کی مشعل جلی  
 اللہ اللہ، جس کے حق میں اُٹھ گئے دستِ دُعلیٰ  
 عمر بھر کی تیرہ بختی کی بلا سر سے ٹلی  
 عشق تھا اُن کو جو مولانا حسین احمد کے ساتھ  
 اس کی وجہ حنا ص تھی عشقِ نبی کی بے کلی

۵۰ شیخ اللام حضرت مولانا حسین احمد مدنی: (م-۵، دسمبر، ۱۹۵۷ء)



## تجارت

الموتد و قدہ والعلوۃ و السلام علی من لا ینبعہ  
 برادر دینی جناب سید الطہار احمد سیدانی نے سب کچھ دیکھ کر  
 طباعت و اشاعت کا کام نہایت سلیقے سے انجام دیا۔  
 عزیز عزیز حافظ سید امین الحسن درجہ نے سیاری کے عالم ہر ای ذی  
 مروتی تحریر کیا۔

محمد عظیم حسن نے ہر ذوق و شوق سے برکت کی کا سفید بنا لیا  
 سید جمیل الرحمن نے بھی اپنے قلم سے کلام کو سجا دیا۔  
 افتخار احمد نے بھی کچھ منظر لپیڑ کے  
 سید حسن شیب نے برکت کی کہ ترمیم و ترمیم کو  
 محمد عاشق نے کاپی پیش کیا۔

قدیم دوست جناب منہاج الدین اصلاحی کے شرکت پر محمد احمد  
 عمرو طباعت ہوئی۔ زیر حجب، جلال حجب، جلال حجب اور  
 محمد نے خلیفانہ معاونت کی۔

شوب طاہر حجب، رضوان حجب، نسیم حجب، اعجاز حجب، حافظ  
 عبدالباسط، منیر حجب، سعید حجب، سید محمد حسین اور  
 کرام نے بے تالی سے امداد کیا۔  
 جناب اشفاق الرحمن حجب نے خیال معاونت کی اور  
 سید نے شکر فرمایا۔

ناچیز راجم سلوڈ ان سب مجلس اجاب کا تہ نل سے شکر لایا  
 اللہ تعالیٰ جزا و خیر سے دوزنہ۔

راجم سلوڈ  
 مجلس منزل کوہ پورہ

۲۰ ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ  
 (۳ فروری ۲۰۰۲ء)



## حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ

اہل علم و فضل کے سر تاج ، ولیوں کے ولی  
 عارفِ لاہور یعنی حضرت احمد علی<sup>۱</sup>  
 اللہ اللہ ایک نو مسلم کا فنِ زندگی جلیل  
 شرک کے ماحول میں جس نے مچا دی کھلی  
 تربیت دی تھی عبید اللہ سندھی نے اُسے  
 انقلابی فکر و حکمت جن کے سایے میں پلی  
 مُرشدِ امروٹ سے اور عارفِ دین پور سے  
 زندگی پاتی تھی نورِ حق کے سانچے میں ڈھلی  
 اُن کی رگ رگ میں تھا فکرِ دیوبندی موجزن  
 اُن کے خونِ دل سے شاخِ حُریت پھولی مھلی

۱۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ، سانچہ ارتحال ۱۸، رمضان ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء)

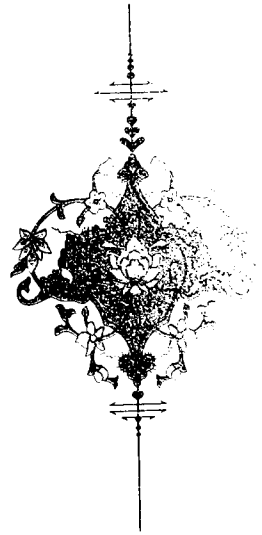
۲۔ مولانا عبید اللہ سندھی: (م۔ ۲۱، اگست ۱۹۴۴ء)

۳۔ مُرشدِ امروٹ: حضرت مولانا تاج محمود امروٹی (م۔ ۵، نومبر ۱۹۲۹ء)

۴۔ عارفِ دین پور: حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری (م۔ ۲۴، مارچ ۱۹۳۶ء) مُرشدِ مولانا احمد علی

## مولانا محمد کشیر رحمۃ اللہ علیہ

داعی اہل سنت ، محمد کشیر  
 جانشین امیر کبیر شہید  
 فاضل دیوبند و ولی حسدا  
 ان مجتہد خصال و ستودہ صفات  
 فیض علمی ز انور شہید بے مثال  
 شیخ الیاس و از شیخ عبدالشکور  
 بالیقین بود او یادگار سلف  
 صاحب خلق ، خیلے کریم و حلیم  
 عالم با عمل ، مرد روشن ضمیر  
 پیرو راہ آل ہادی کا تمیز  
 مصلح تبت خرد ، شیخ کبیر  
 حامل دولت فقر و خیر کثیر  
 ہم ز سید حسین احمد بے نظیر  
 باطن و ظاہر اوشدہ مستنیر  
 اہل اسلام را ہم مصفی و سفیر  
 گفتگو اش ملائم ، سخن دلپذیر



۱۔ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۶۷ء) ہادی کشیر

۲۔ دارالعلوم دیوبند (ضلع سہارنپور، ہند)

۳۔ مکہ خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی

قدس سرہ سے حدیث شریف پڑھی۔ زیادہ تر شاہ صاحب سے پڑھا۔

۴۔ رئیس التبلیغ بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کا

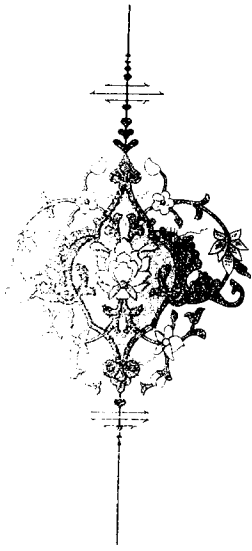
شرف حاصل کیا اور طریقہ تبلیغ سیکھا۔

۵۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ترویج شیعیت کی تعلیم حاصل کی۔

زندہ جاوید ہیں اُن کے نقوشِ زندگی  
 نامِ نامی ثبت ہے اُن کا بے نواں جلی  
 جانشین اُن کے ہیں مولانا عبید اللہ آج  
 لوگ کہتے ہیں بجا اُن کو ولی ابن ولی  
 میں نے مولانا کو دیکھا وقتِ رخصت اے نفیس  
 چہرہ انور تھا جیسے حنڈ کی کھلتی کلی



( ۸۱-۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء )



۴ مولانا عبید اللہ انور رحمہ اللہ (م- ۲۸ اپریل ۱۹۸۵ء) ابن حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ۔

بیادِ رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

اے نورِ عینِ حضرت الیاس دہلویؒ

اے یوسفِ زمانہ! نہ ہے صاحبِ جمال

اسلام کا نمونہ تری زندگی رہی

لا ریب تیری ذات تھی روشن ترین مثال

ہر بتکدے میں تیری اذان گونجتی رہی

اللہ نے دیا تجھے نطق و لب بلائ

تبلیغِ دینِ حق میں گزاری تمام عمر

اس رستے میں جان بھی دے دی نہ ہے کمال

وارد ہوا یہ قلبِ حزنِ نفیس پر

”رأسِ مبلغاں“ ہے ترا سالِ انتقالؒ

۱۳ ھ ۸۴

۱۔ قطب الراصلین شیخ التبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمہ اللہ، بانی تبلیغی جماعت۔

(۶۱۹۶۵/۱۳۸۴ھ)

۲۔ تاریخ وفات ۲ اپریل ۱۹۶۵ء



ساکنانِ سَکَر دُو و خَیَلُو ہَمہ  
 حَسَنِ اَخْلَاقِ اُو رَا مُیَطَعِ و اَسِیر  
 خادِمِ اہْلِ بَیْتِ و صحابہٴ بَیْتِ  
 عاشِقِ مُصْطَفَا بُود غایِت کَثیر  
 ظَلَمَتِ رَفِضِ اَز نُورِ اُو پَاشِ پَاشِ  
 ذَاتِ اُو بَلَتِیَاں رَا بِسْرَاجِ مُنیر  
 غازی و زاہِد و عَجَبِ شَبِ زَندہ دار  
 صائمِ لَذَّتِ اَندوزِ نَمانِ شَعِیر  
 بادِ مَغْفُورِ رَبِّ غَفُورِ اے نَفِیسِ

بہرِ جہِ رَسولِ بَشیرِ و نَذیرِ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

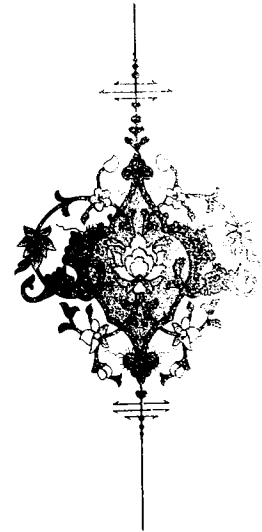
تاریخ وفات : ۲۹ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ / ۲۱ جنوری ۱۹۹۶ء

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ  
 ۱۲ فروری ۱۹۹۶ء



زین عرصۂ حیات رحلت نمود آہ  
گفتہ دلم نفیس سالِ وصالِ شاہ

”شاہِ حسینِ خیر بندہ نوازی آہ“  
ہم ”عاقبتِ بخیر“ گفتمہ دلِ تباہ  
۵ ۸ ۳ ۱ ۵



## جناب شاہ حسین خیر بند نوازی رحمۃ اللہ علیہ

آل عاشق الہ مقبول بارگاہ  
 چشم و چراغِ چشت سلطانِ خانفتاہ  
 مہتابِ کَر و فر خورشیدِ عز و جہ  
 پیشانیِش سراخ روشن چو مہر و ماہ  
 طبعش منور و بزمِ ذلتش چراغِ راہ  
 انوارِ روضتین ہر شام و ہر بچاہ  
 گلبرگہ شریف بر شانِ او گواہ  
 گیسو دراز بودہ خوش قلب و خوش نگاہ

سجادہ نشین روضۃ بزرگ گلبرگہ شریف

۱۳۸۵ھ (۶۶-۱۹۶۵ء)

فردِ واحدِ بُود و رفتِ آخرِ نفیس  
”از جہاں لقمانِ ثانی دُور شد“

۱۳۶۳-۱ = ۱۳۶۲ھ



۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء



ولادت: ۱۶ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ / ۱۷ نومبر ۱۸۸۳ء

وفات: ۳ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ / ۸ جون ۱۹۴۳ء

استاذ العظامین حکیم سید محمد عالم گھوڑیالوی اور کاتب القرآن حکیم سید نیک عالم شاہ سیالکوٹی  
رحمۃ اللہ علیہما (فرزند ان سید نواب شاہ بن سید محمد شاہ بن شاہ محمد سلیم از اولاد قطب الاقطاب  
حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ) دونوں حقیقی بیٹائی اور والد  
ماجد کے اساتذہ خطاطی تھے۔ نفیس

حکیم سید محمد عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

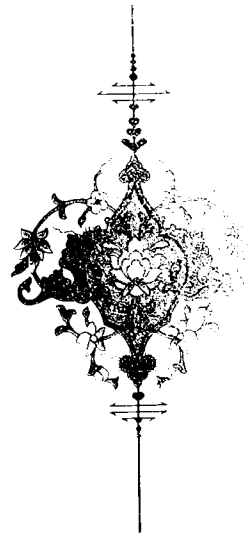
حق تعالیٰ را چہیں منظور شد  
 از جہاں آں جانِ جاں مسطور شد  
 نام او سید محمد عالم است  
 شہرہ ذاتش قریب و دور شد  
 آں حکیم حاذق و خطاط عصر  
 یک جہاں از فیض او معمور شد  
 اے خوشا منظر کہ ہنگام وصال  
 روش از عین الیقین معمور شد

# غروبِ آفتاب

نالہ دلِ برضا، عارفِ بابائی، حضرت صنونی سید شاہ مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ شنبہ جمعہ  
۲۳ مارچ ۱۹۷۸ء

چھپ گیا آفتابِ شام ہوتی  
شب سیہ پوش ہو گئی غم سے  
زندگی پر کٹا رہی برسوں  
اے خاموش ہیں وہ لب جن سے  
اٹھ گئی برکتِ سحر گاہی  
مے و مینا کا دور ختم ہوا  
جانِ جاناں کے ساتھ ہی رخصت  
گوشہ چشمِ التفاتِ پھرا  
اک مسافر کی رہ تمام ہوتی  
صبح کی آنکھ لالہ نام ہوتی  
احسن کار زیرِ دام ہوتی  
یادِ حق با صد التزام ہوتی  
لیلۃ العتدٰی بے قیام ہوتی  
آخر شب شکستِ جام ہوتی  
لذتِ نامہ و پیام ہوتی  
ختمِ رسمِ درہِ سلام ہوتی



۱۸۹

آرزو ہے کہ خاک ہو جاؤں

۱۸۹

سکر دو کے دشت و جبال اللہ اللہ!

۱۹۰

تکملہ شجرہ قادر یہ قمیصیہ رحیمیہ امدادیہ

۱۹۱

برطانیہ اچھا نہ فرنگی بہتر

۱۹۱

”مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ“

۱۹۲

”ظالم بُش“

۱۹۳

بُش درندہ

۱۹۴

نہی دارند جُز ذوقِ محبتِ عاشقانِ درِ دل

۱۹۴

کہاں دنیا کے فرزانے گئے ہیں

۱۹۵

کبھی نہ بھولیں گی

۱۹۶

شہِ بغداد

۱۹۶

سیدِ جمویر

۱۹۷

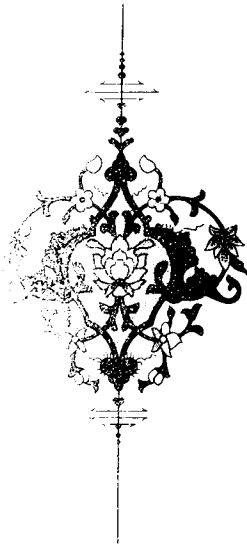
مُجدِدِ الفِ ثانی

۱۹۸

ارمغانِ نفیس

۲۱۶\_۱۹۹

صبرِ قلم



## حکیم سید نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

بِجَنانِ شاہِ نیکِ عالمِ رفت  
زہے آنِ مردِ نیکِ و با تقدیس  
نَبأَ سَیدِ حُسنی بُود  
قَلَمشِ بُدِ کلامِ پاکِ نویس  
بُزبانِش دُعا و ہمِ تاریخ  
غُفرَ اللہُ لَی نِوِشتِ نَفیسِ

ھ ۱ ۳ ۸ ۷



(۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء)

لے سید نفیس حسین شاہ صاحب کے والد گرامی سید محمد اشرف علی شاہ کے برادرِ عم زاد۔ متواضع، متواکل، سادہ پوش اور خدا ترس انسان۔ عمر بھر میں ۵۹ نسخہ قرآن پاک کی خطاطی کے علاوہ صرف تینیس دنوں کی ریکارڈ مدت میں ایک جمانل کی کتابت فرمائی۔  
تاریخ وفات: ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۷ء بروز دو شنبہ بھر بفتاد و چار سال۔



## والدہ مرحومہ کی رحلت پر

ہاے یہ رحلتِ جاناں کا اثر، کس سے کہوں  
دردِ دل کس سے کہوں، دردِ جگر کس سے کہوں  
موت کی اُن کو تمنا تھی کہ وہ صادقہ تھیں  
اب میں یہ بات بجز اہلِ نظر، کس سے کہوں  
کیفیتِ جن کو حضورِی کی رہی جیتے جی  
و اصل حق ہیں باندا زِ دیگر، کس سے کہوں  
نسبتِ بنیِ طمی کا فیض ہے اللہ اللہ  
کی بسرِ زندگی بے زیور و زر، کس سے کہوں  
حیف صدحیف! ہوا مسکنِ مسکین ویراں  
زیست کا نظم ہوا زیر و زبر، کس سے کہوں





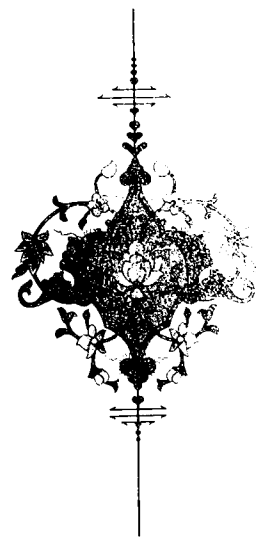
میکدے کی بہار بیت گئی      بند اب وہ صلا تے عام ہوتی  
 اُن کا دل مہبطِ محبت تھا      اب محبت خیالِ خام ہوتی  
 جب ملے، دل سے دل قریب ہوا      رُوح سے رُوح ہم کلام ہوتی  
 اُن کی گمنا م زندگی دکھیں      وہ جنہیں شہرتِ دوام ہوتی  
 لاکھ گرہوں میں بند تھی پھر بھی      مُشک و عنبر کی موج عام ہوتی  
 ساعتِ وصل آن ہی پہنچی      بندگی فنا نزل المرام ہوتی  
 زہے وہ جاں کہ مُطہن تھی یہاں      آخرت میں بھی شاد کام ہوتی  
 مَر جبا وہ نفس کہ جس کو نصیب      غلہ کی عشرتِ دُام ہوتی  
 شاد باش اے مکینِ غلہ، تری      تربتِ خام خوش مقام ہوتی  
 میری تحریر رہ گئی قاصر      اُن کی توصیف نامتام ہوتی

تو بھی کر فکرِ آخرت کہ نفیس  
 زندگی رُو بہ اِختتام ہوتی



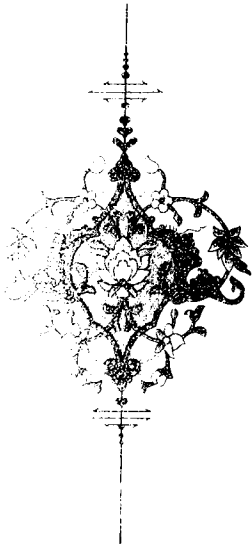
بے خبر ہیں مرے عالم سے زمانے والے  
 اپنے اس عالم حیرت کی خبر، کس سے کہوں  
 غم زدہ مدفنِ جاناں سے چلا آیا ہوں  
 دل پہ جو بیت رہی ہے وہ مگر کس سے کہوں

اُن کی تربت پہ رہے بارشِ انوارِ مدام  
 ابرِ رحمت ہو تسلسل سے گھر بارِ مدام



(وفات : رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ / ۶ مئی ۱۹۸۷ء)

فَلْتَمَنَّوْا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ  
 (البقرہ: ۹۴)

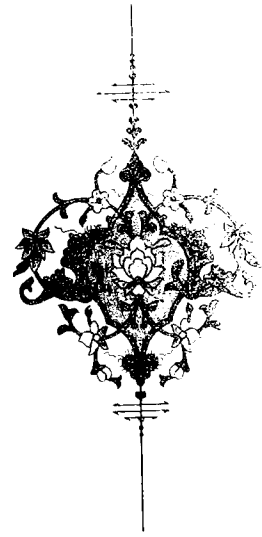


یمنِ انفاس سے جن کے مری منزل تھی نفیس  
جا بسے آہ وہ فردوسِ نگر، کس سے کہوں  
گوشہ گوشہ تھا بس اک ذات سے جس کا معمور  
سونا سونا نظر آتا ہے وہ گھر، کس سے کہوں  
مامت تھی جو نگاہوں میں سمٹ آئی تھی  
دیکھنا اُن کا وہ ہنسا کامِ سفر، کس سے کہوں  
ایک رقت سی طبیعت میں بسی ہے ایسی  
خشک ہوتے ہی نہیں دیدہ تر، کس سے کہوں  
غم کا لشکر ہے کہ بڑھا ہی چلا آتا ہے  
صبر کب تک رہے گا سینہ سپر، کس سے کہوں  
زندگی کیسے کٹے گی، یہی اب سوچتا ہوں  
درد میں ڈوب گئے شام و سحر، کس سے کہوں

وہ رفاقتوں کی راتیں، وہ ہر اک سے دل کی باتیں  
 گتے دور کے وہ قصے، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں  
 وہ شجاعتوں کے پالے، بڑے صبر و شکر والے  
 وہی حوصلے حسینیؑ، وہی زیدؑ کی ادائیں  
 وہ خوش نصیب، قرآن کی حسین حسین بکارس  
 زہے وہ صبرِ خامہ، کہ ملک بھی جھوم جائیں  
 دمِ مرگ تھی تسلی، سرِ قبر رہے تجلی  
 ہوں مدامِ غمِ شبِ آفتاں، یہاں خلد کی ہوائیں  
 ہو نصیبِ جامِ کوثر، یہ نفیس کی دعا ہے  
 مگر اک حسین تمہارا کہ حضور خود پلائیں

○  
(۱۳۱۶ھ / ۱۹۹۵ء)

۱۔ نسبی تعلق زید بن علی زین العابدین بن سیدنا حسین رضی اللہ عنہم سے ہے۔  
 ۲۔ آپ نے اپنی عمر میں تقریباً سولہ قرآن مجید کی کتابت کا شرف حاصل کیا۔ (مرتب)



بیادِ والدِ بزرگوارم رحمۃ تعالیٰ علیہ

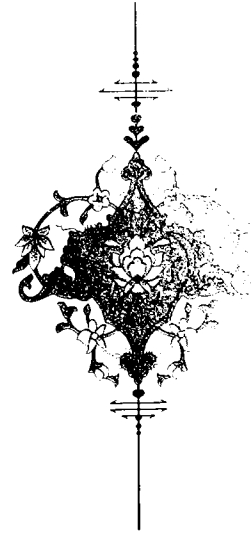
إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶

دل زخم زخم لوگو! کوئی ہے، جسے دکھائیں  
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں  
یہ ایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں  
کیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضا میں  
اٹھا سا تباہ شفقت، بڑی تیز دھوپ دکھی  
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں  
رہ زندگی کی مونس، انہی محسنوں کی یادیں!  
شب زلیست کے ستارے، وہ خلوص کی دعائیں

۱۰ خطاط القرآن سید محمد اشرف علی زیدی نور اللہ مرقدہ آسودہ احاطہ سادات گیسو دراز قبرستان میانی  
صاحب مزنگ لاہور۔ تاریخ وفات: ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ / ۲۸ اگست ۱۹۹۵ء

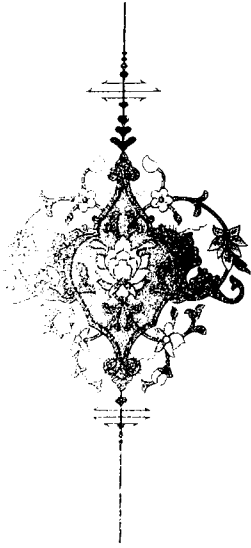
یہ تم سبھی پر ہو سلام اہل قبور  
 بخش دے اللہ ہم سب کے مقصود  
 اور بننے تم کو بھی رب غفور  
 آگے آگے جانے والو ہم سے دور  
 پیچھے پیچھے ہم بھی آتے ہیں ضرور



اہل قبور کے لیے مسنون دعا:  
 ا لسلام علیکم یا اہل القبور ، یغفر اللہ لنا و یغفر اللہ لکم  
 انتم سلفنا و نحن بالآخر .

## رخصت!

رخصت اے روح و روانِ زندگی  
 رخصت اے جانِ جہانِ زندگی  
 جاہلیں گے ہم بھی اک دن آپ سے  
 گامزن ہے کاروانِ زندگی



حضرت سید نفیس انیسویں مدظلہ کی رفیقہ حیات، نہایت متشرع، زاہدہ و عابدہ، کثیر التعداد بچیوں کی قرآن پاک کی معلمہ، حد درجہ صابرہ و شاکرہ خاتون، عمر بھر سیدۃ النساء حضرت بی بی فاطمہؑ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا رہیں۔

تاریخ وفات: ۱۴ صفر ۱۴۲۲ھ (۹ مئی ۲۰۰۱ء)

مدفن: احاطہ سادات گیسو دراز قبرستان میانی صاحب لاہور۔

تاریخ وفات: ”فادِ خُلُوها خالِ دین“

۲ ۲ ۱۴ ھ



## حافظ سید امین الحسن غفر اللہ

دل و دماغ پہ اب چھا گیا ہے غم تیرا  
کہ ذکر آتا ہے لب پر بچشمِ نم تیرا  
سوادِ قلب میں تیرے فراقِ آن لگا  
رہے گا دردِ محبت، سدا تعلم تیرا  
میں اپنے صبر کی اس کیفیت سے واقف ہوں  
بڑا ملال ہے، اللہ کی قسم تیرا  
غریبِ شہر کو تنہائیوں میں چھوڑ دیا  
مرے انیس! بس اب کھل گیا بھرم تیرا  
سعادت اور انابت رہی رفیقِ سفر  
قدم اٹھا جو کبھی جانبِ حرم تیرا





## یقین نہیں آتا

انیس جاں سے گیا ہے ، یقین نہیں آتا  
 وہ اس جہاں سے گیا ہے ، یقین نہیں آتا  
 شرف مکاں کو یقیناً مکیں سے ہوتا ہے  
 مکیں مکاں سے گیا ہے، یقین نہیں آتا

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

۲۱ اکتوبر ۲۰۰۱ء



حضرت سید نفیس السینی مدظلہ العالی کے اکوٹے صاحبزادے حافظ سید انیس الحسن الحمینیہ بتاریخ ۱۹ رجب ۱۴۲۲ھ (۸ اکتوبر ۲۰۰۱ء) بروز پیر بعد از غروب آفتاب تین دن اتفاق ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد قضائے الہی سے وفات پا گئے۔ امانتد وانا الیہ راجعون۔ انکی عمر تقریباً ۴۵ سال تھی۔ قرآن پاک کے حافظ، بہترین خطاط اور اپنے والد محترم کے انداز خطاطی کے امین و وارث تھے۔ اللہ پاک اُن کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے صرف چار ماہ بعد قبرستان میانی صاحب، اطراف سادات گیسو دراز میں اپنے دادا سید محمد اشرف علی کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ (مرتب)

الہی میری دُعا ہے انیسِ جاں کے لیے  
ہمیشہ اُس پہ رہے سایہ کرم تیرا

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

۲۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء



گذشتہ حج میں رفاقت کبھی نہ بھولے گی  
 بڑے خلوص سے احساں وہ دم بہ دم تیرا  
 مرے خطوط کو ترتیب دی سلیقے سے  
 اسی میں محو رہا فکرِ بیش و کم تیرا  
 مری روش کا امیں تیرا خطِ نستعلیق  
 کے نصیب ہوا واسطی<sup>۱</sup> قلم تیرا  
 ترے قلم نے کھلائے سدا گلاب کے پھول  
 خدا کی دین ، بہار آفریں قلم تیرا  
 حدیثِ ختمِ نبوت ہے آخری شکار  
 خدا قبول کرے گلکِ خوش رقم تیرا  
 قلم رکا ہے ترا ”لا نبی بعدی“ پر  
 یہ حُسنِ خاتمہ ، اللہ رے قلم تیرا

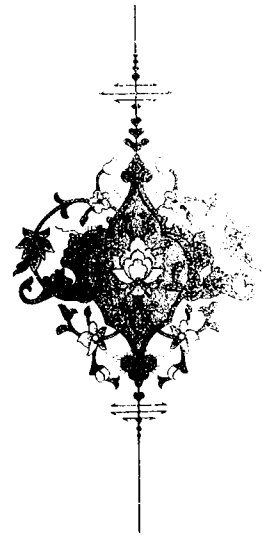
۱ واسطی قلم: اعلیٰ درجے کی خطاطی کے لیے واسطی (عراق) کا قلم بہترین مانا  
 گیا ہے اور اب یہ ضرب المثل ہے۔



# اذانِ جہاد



اپنے امیر عرشِ معلیٰ سے ہمکنار  
 اپنے فقیرِ قیصر و کسریٰ سے سرِ بلند  
 فرعون پر ہنسا کیے دیوانگانِ عشق  
 قاروں پہ خندہ زن رہے شرب کے زلہ بند  
 ہر فرد میں یہ جوہرِ فطرت شکار تھے  
 قلبِ سلیم و فقرِ صفا ہمتِ بلند  
 تسخیرِ بحر و بر کو کبھی پرکشا ہوتے  
 پھینکی سرازِ کاکشاں پر کبھی گمخند  
 جھنڈے حرم کے گاڑ دیے بامِ کفر پر  
 فتح و ظفر کے چارسو دوڑا دیے سمند  
 اُس وقت بھی نظامِ شب و روز تھا یہی  
 پہنچا سکی نہ گردشِ دوراں ہمیں گزند  
 اور اب یہ حال ہے کہ زمانے کی آگ میں  
 اپنا وجود کچھ نہیں جُز دانہ سپند





## ”اَنْتُمْ اَعْلَوْنَ“

شاعر ہوں میرا قلب ہے حساس و درد مند  
رکھتا ہوں ایک عالم عبرت نظر میں بند  
ماضی ہمارے حال پہ پرتو فگن نہیں  
ہم عظمتِ سلف سے نہیں آج بہرہ مند  
اک وقت تھا کہ ہم تھے زمانے میں سرفراز  
اک وقت تھا کہ ہم تھے ستاروں سے بھی بلند  
ہم کو بلا تھا اَنْتُمْ اَعْلَوْنَ کا خطاب  
ہم تھے خدائے پاک کے نزدیک ارجمند  
ہم آسنری نبی سے مشرف کیے گئے  
ہم ملتِ عظیم تھے اور اُمتِ بلند



# شہیدانِ بالاکوٹ

شہادت گاہِ بالاکوٹ سے واپسی پر

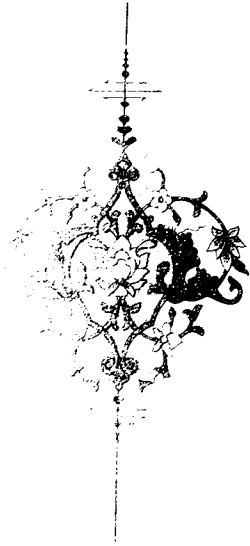
قبائے نور سے سچ کر ، لہو سے با وضو ہو کر  
وہ پہنچے بارگاہِ حق میں کتنے سُرخرو ہو کر  
فرشتے آسماں سے اُن کے استقبال کو اترے  
چلے اُن کے جلو میں با ادب ، با آبرو ہو کر  
جہاں رنگ و بو سے ماورا ہے منزلِ جاناں  
وہ گزرے اس جہاں سے بے نیاز رنگ بو ہو کر  
جہاد فی سبیل اللہ نصب العین تھا اُن کا  
شہادت کو ترستے تھے سراپا آرزو ہو کر  
وہ رُہباں شگ ہو تے تھے تو فرساں دن میں رہتے تھے  
صحابہ کے چلے نقش قدم پر ہو ہو ہو کر



بارِ گراں ہے دل پہ یہ احساسِ لے نفیس  
”ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند  
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں“



۶۱۹۵۷-۵۲



# حق کا بول بالا ہونے والا ہے

۱۹۹۰ء میں خوست (افغانستان) کے محاذِ جنگ سے واپس آتے ہوئے

بِسْمِ اللّٰهِ، حق کا بول بالا ہونے والا ہے

سیاہی چھٹ رہی ہے اب اُجالا ہونے والا ہے

سوادِ خوست سے دشمنِ خدا کے بھاگنے کو ہیں

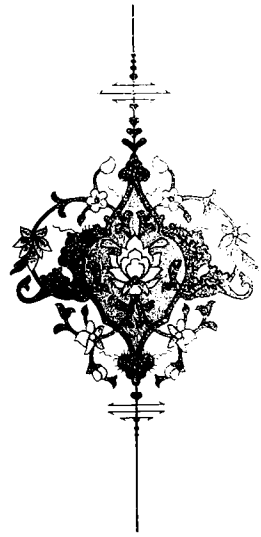
مسلمانوں کا قبضہ لا محالہ ہونے والا ہے

کوئی کابل میں جا کر یہ نجیب اللہ سے کہ دے

تہ و بالا ترا ایوانِ بالا ہونے والا ہے

---

۱۔ کابل کے بعد افغانستان کا دوسرا بڑا شہر اور فوجی چھاؤنی۔  
۲۔ افغانستان پر روسی تسلط کے بعد کمیونسٹ لیڈر اور سربراہِ حکومت





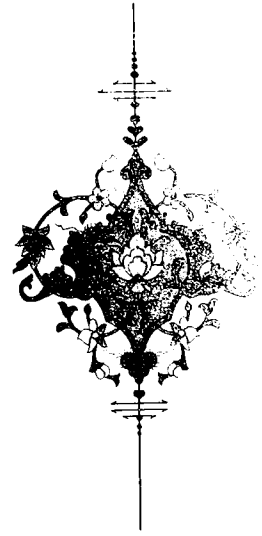
مجاہد سرکٹانے کے لیے بے چین رہتا ہے  
 کہ سر آفس راز ہوتا ہے وہ خنجر درگلو ہو کر  
 سر میدان بھی استقبالِ قبلہ وہ نہیں بھولے  
 کیا جامِ شہادت نوش انھوں نے قبلہ رو ہو کر  
 زمین و آسمان ایسے ہی جانبازوں پر روتے ہیں  
 سحابِ غم برستا ہے شہیدوں کا لہو ہو کر  
 شہیدوں کے لہو سے ارض بالاکوٹ مشکیں بنے  
 نسیم صبح آتی ہے ادھر سے مشکبو ہو کر  
 نفیس ان عاشقانِ پاکِ طینت کی حیات و موت  
 رہے گی نقشِ دہرا سلامیوں کی آبرو ہو کر

○  
(۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء)

لہ محاذِ جنگ میں امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید اور ان کے تمام جاں نثار ساتھی  
 قدرتی طور پر قبلہ رخ تھے۔ سید نفیس

نفیس ایمان کہتا ہے ، مرا وجدان کہتا ہے  
ظہورِ نصرتِ باری تعالیٰ ہونے والا ہے

○  
(شوال ۱۴۱۰ھ / مئی ۱۹۹۰ء)



---

۵۔ بجد اللہ یہ سب پیشین گوئیاں حرفِ برون پوری ہوئیں اور چند ماہ بعد ہی خواست اور اس کے کچھ  
عرصہ بعد کابل فتح ہو گیا اور کمیونسٹ افواج کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ (مرتب)

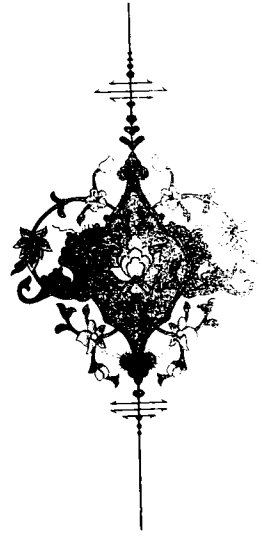
بہت اچھا، تو کر لے ظلم، جتنا ہو سکے تجھ سے  
 ترالے رُوسیہ! منہ اور کالا ہونے والا ہے  
 شہیدوں کے لٹو سے خواست کو سیراب ہونا ہے  
 یہ خطہ آج کل میں کشتِ لالہ ہونے والا ہے  
 شہادت چاہنے والو! مبارک وقت آ پہنچا  
 تمہارا زیپ تن، خلدی دو سالہ ہونے والا ہے  
 مجاہد! ناز کر اپنے مُتدر پر کہ تو کل کو  
 شہیدانِ اُحد کا ہم پیالہ ہونے والا ہے  
 امیرِ محترم سیف اللہ اختر کو مبارک ہو  
 کہ اُن سے کارنامہ اک نرالا ہونے والا ہے  
 یہ کام اہلِ جنوں کا ہے، وہی اس کو سمجھتے ہیں  
 یہ کام اہلِ خرد سے بالا بالا ہونے والا ہے

۳۔ اپنے وقت کی سپر پاور روس جو افغانستان میں شکست کے بعد مکمل تباہی اور رُوسیہ ہی سے دوچار ہوئی۔  
 ۴۔ حرکتِ الجہادِ الاسلامی کے امیر اور عظیم مجاہد و کمانڈر جناب مولانا قاری سیف اللہ اختر صاحب جو  
 جہادِ افغانستان میں از اول تا آخر شریک رہے۔





اپنے آبار و اجداد کی جستجو!  
 پھر رہی ہے لیے کو بہ کوئے ہرات  
 حضرت زیدؒ جندی کا غم جہاد  
 تا بہ دہلی گنتی مشکبوئے ہرات  
 ہند پر غزنوی اور غوری کا راج  
 آج بھی ماننا ہے عدوئے ہرات  
 اے مبصر، ذرا چشم برسینا سے دیکھ  
 پڑے خون شہیداں سے جوئے ہرات  
 اب لو سے شہیدوں کے گلزنگ ہے  
 کس قدر خوبصورت ہے روئے ہرات  
 عظمتِ رفتہ تو مین کو پھر ہو نصیب  
 اب یہی ہے فقط جستجوئے ہرات  
 اب بفضلِ خدا رُوس کی کیا مجال  
 ہو سکے پھر کبھی رُو بروئے ہرات



## تاقیامت رہے آبروتے ہرات

ایک مدت سے تھی آرزوئے ہرات  
راہ دکھلائی قسمت نے سوتے ہرات  
جب تذا! شہر عرفان و علم و ہنر  
سارے عالم میں ہے ہاؤ ہوتے ہرات  
ہے فضا اس کی پاکیزہ و خوشگوار  
زندگی بخش ہے آب جوئے ہرات  
سارا ماحول ایمان افروز ہے  
بادۂ حق سے پڑھے سبوتے ہرات  
عشق ہی عشق ہے چشت کا رنگ و نور  
حسن ہی حسن ہے خلق و نحوئے ہرات

ابو اسحق شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۹ھ) حضرت خواجہ ابوالحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ) کی تربیت کے لیے تشریف لائے اور تربیت مکمل فرما کر واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے وجود مسعود سے جو سلسلہ یہاں چلا وہ سلسلہ چشتیہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ حضرت خواجہ ابوالحمد ابدال چشتی، آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد بن احمد چشتی (متوفی ۴۱۱ھ) اُن کے خلیفہ خواجہ ناصر الدین یوسف بن سمعان چشتی (متوفی ۴۵۹ھ) اُن کے خلیفہ حضرت خواجہ بودو چشتی (متوفی ۵۲۴ھ) یہ سب سرزمین چشت ہی میں پیدا ہوئے اور چشت ہی میں ان سب کے مزارات ہیں۔ رحمہم اللہ رحمة واسعة۔

۱۰ حضرت زید جندی: حضرت سید ابوالحسن زید الجندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سید محمد حسین گیسو داز رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۲۵ھ خلیفہ اعظم حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد میں سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے: سید ابوالحسن زید جندی بن سید ابو عبد اللہ اکھین الفدان بن سید ابو منصور محمد اکبر بن سید عمر الاعلیٰ بن سید ابوالحسن سجی المحدث (متوفی ۲۰۷ھ) بن سید ابو عبد اللہ اکھین ذی الدنۃ (شہادت ۳۵ھ) بن سید ابوالحسن زید الشہید (شہادت ۱۲۲ھ) بن سید علی الادسط امام زین العابدین (متوفی ۹۳ھ) بن یکانہ لہبی ابو عبد اللہ اکھین الشہید سبط الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (شہادت ۶۱ھ) بن امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ (عمدة الطالب ص ۲۶۴، سیر محمدی ص ۷، تاریخ جیبی قلی ص ۱)

حضرت خواجہ گیسو داز رحمہ اللہ کے ابا کرام تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں عرب سے آکر ہرات میں آباد ہو گئے تھے۔ ان میں سے حضرت ابوالحسن زید الجندی رحمۃ اللہ علیہ پہلے بزرگ ہیں جو برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے ہیں، آپ ایک لشکر کے ساتھ خراسان سے علم جہاد بلند کیے ہوئے فتح دہلی کے لیے تشریف لائے اور ایک معرکہ عظیم میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے، یہ ترکوں (غوریوں) کی فتح دہلی سے پہلے کا واقعہ ہے (یہ غالباً چوتھی صدی ہجری کا زمانہ ہے) قلعہ دہلی کے نیچے دروازہ شکار کے متصل آپ کا مزار پُر انوار ہے، حضرت خواجہ گیسو داز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں یہ معروف تھا، البتہ آجکل اس کے صحیح آثار دریافت طلب ہیں۔ (جوامع الکلم ص ۳۱۳، تاریخ جیبی قلی ص ۱۴)

۱۱ غزنوی: فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۱ھ

۱۲ غوری: سلطان شہاب الدین محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ شہادت ۶۰۲ھ



کس کی ہمت ہے مدِ مُفتِ اِبل بنے  
 لے کے دکھلائے میدان میں گھومتے ہرات  
 لے خوشا، قید سے اب تو آزاد ہے  
 چھپا، بلبلی خوش گلوئے ہرات  
 نشاۃ دینِ اسلام اب تجھ سے ہے  
 مرجباً غازی سُرخروئے ہرات  
 دل کی گہرائیوں سے دُعا ہے نفیس  
 تا قیامت رہے آبروئے ہرات



حضرت سید نفیس شاہ صاحب دامت برکاتہم ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ / اپریل ۱۹۹۴ء میں ہرات کے سفر پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا ریاست ارشادِ اسلامی ولایت ہرات میں قیام ہوا۔ اسی سفر میں مرکز ولایت چشت بھی جانا ہوا، قیام ہرات کے دوران یہ نظم موزون ہوئی۔ (مرتب)

## حاشیہ نفیس

لہ چشت : ہرات سے ۷۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال مشرق میں پہاڑوں سے بھری ہوئی ایک مردم خیز بستی کا نام چشت ہے۔ اس بستی میں باشارۃ غیبی حضرت خواجہ مشاد دینوری رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت خواجہ

## الفراق

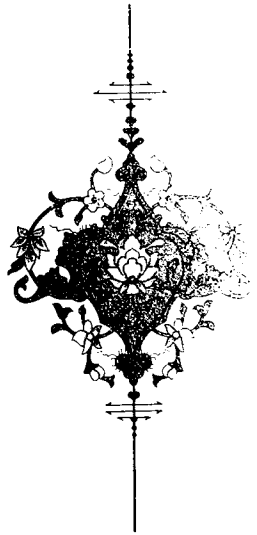
الفراق اے امیر ہرات ! الفراق

الفراق اے ضمیر ہرات ! الفراق

جامی و رازی و واعظ و خوند میر

آل اطہار و پیر ہرات ! الفراق

(۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء میں ہرات سے واپسی پر کہی گئی)



۱۔ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالم دین، برگزیدہ صوفی، صاحب دیوان شاعر، (م- ۸۹۸ھ)

۲۔ مولانا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ - صاحب تفسیر کبیر (۵۳۳ھ تا ۶۰۶ھ)

۳۔ ملا حسین واعظ کاشفی مصنف "اخلاق محسنی" (م- ۹۱۰ھ / ۱۵۰۵ء)

۴۔ حضرت خوند میر، صاحب صیب السیر یا خواند امیر، اصل نام غیاث الدین بن خواجہ ہمام الدین (م- ۹۴۲ھ / ۱۵۳۵ء)

۵۔ سید عبداللہ ابن معاویہ ابن عبداللہ ابن حضرت جعفر طیار اور محمد بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم جن کے مزارات ہرات میں شہزادگان کے مزارات کہلاتے ہیں۔

۶۔ حضرت خواجہ عبداللہ انصاری ہروی (م- ۴۸۱ھ) معروف عالم و عارف متکلم اور مصنف۔ (مرتب)

## بوتے وطن

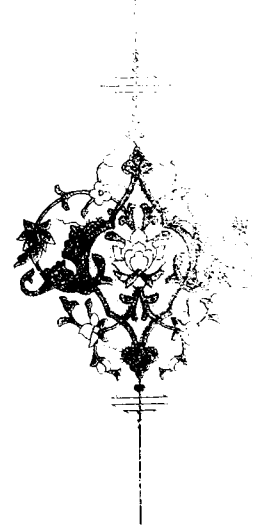
نیم سرو و سمن از ہرات می آید  
ہزار لطف چمن از ہرات می آید  
مشام جانست مُعطر بفیضِ چشتِ نفیس  
دگر کہ بوتے وطن از ہرات می آید

### ہرات

ہرات خطہ ز آب و گلِ خراسان است  
پچشم اہل خرد حاصلِ خراسان است  
نفیس گفت بجا شیخ تاجِ سلمانی  
”ہرات از رہِ معنی دلِ خراسان است“

یہ رباعی اپریل ۱۹۹۴ء میں ہرات سے چشت کے لیے سفر کے آغاز میں ہوئی۔

مسلح غازیو، شیرو، دیرو، تند طوفانو!  
 عدو کے مورچوں پر آگ برسائے کا وقت آیا  
 مجاہد! باندھ لے سر سے کفن اور سر بکف ہو جا  
 شہادت کا مقدس مرتبہ پانے کا وقت آیا  
 تمہیں یہ جنگ کا میدان ہے گویا کھیل کا میدان  
 کہ توپوں کی گرج سے زلیت بہلانے کا وقت آیا  
 تمہارے بازوؤں میں جان ہے، ایماں کی طاقت ہے  
 نہتے ہو کے بھی دشمن سے بھڑ جانے کا وقت آیا  
 فرنگی شاطروں نے ظلمتیں بانٹی ہیں دنیا میں  
 خدا کی سر زمین میں نور پھیلانے کا وقت آیا  
 نظامِ مصطفیٰ نافذ کریں گے، کر کے دم لیں گے  
 نظامِ قیصر و کسریٰ کو ٹھکرانے کا وقت آیا



عشق اور شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے، جب دل میں عشق کی آگ  
 سلگتی ہے، تو اس کا دھواں شعر کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ حضرت نفیس  
 شاہ صاحب مدظلہم کی شاعری درحقیقت اسی عشق کے دھوئیں سے عبارت ہے،  
 لیکن عشق اگر مجازی ہو تو اس کے دھوئیں میں نہ جانے کتنی کثافتیں شامل ہو  
 جاتی ہیں۔

وہ عشق جس کی آگ بجھا دے اجل کی پھونک  
 اس میں مزا نہیں تپش انتظار کا

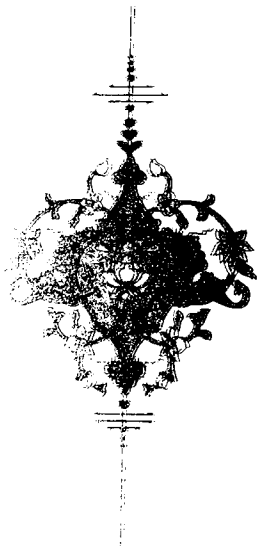
حضرت نفیس شاہ صاحب کا عشق چونکہ حقیقی ہے، اس لئے اس کا  
 دھواں ان کثافتوں سے پاک اور لطافتوں کا وہ دلاؤہز مجموعہ ہے جس کی پاکبازی  
 کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بلندی خیال اور سوزوگداز کے  
 ساتھ حسن اظہار کا وہ سلیقہ بھی عنایت فرمایا ہے۔ جسے کہنے والوں نے  
 ”سحر حلال“ سے تعبیر کیا ہے۔ وانّ من البیان لسحرا۔ یہ پاکیزہ شاعری  
 جس کی نیو عشق حقیقی پراٹھتی ہے، اُس میں حمد، نعت، غزل یا نظم، اظہار کے  
 مختلف اسالیب کے نام ہیں۔ ورنہ حمد ہو یا نعت، غزل ہو یا نظم سب کا  
 منتہائے مقصود ایک ہی ہوتا ہے۔ یعنی عشق حقیقی، اور اس لحاظ سے حمد و نعت  
 کی پاکیزگی غزل میں بھی پوری طرح جلوہ افروز نظر آتی ہے۔

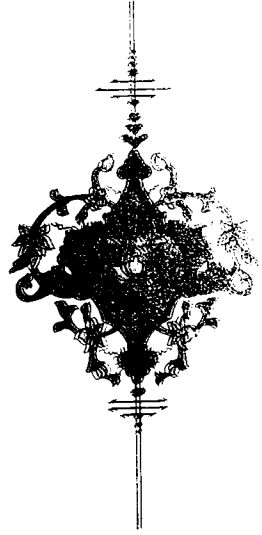
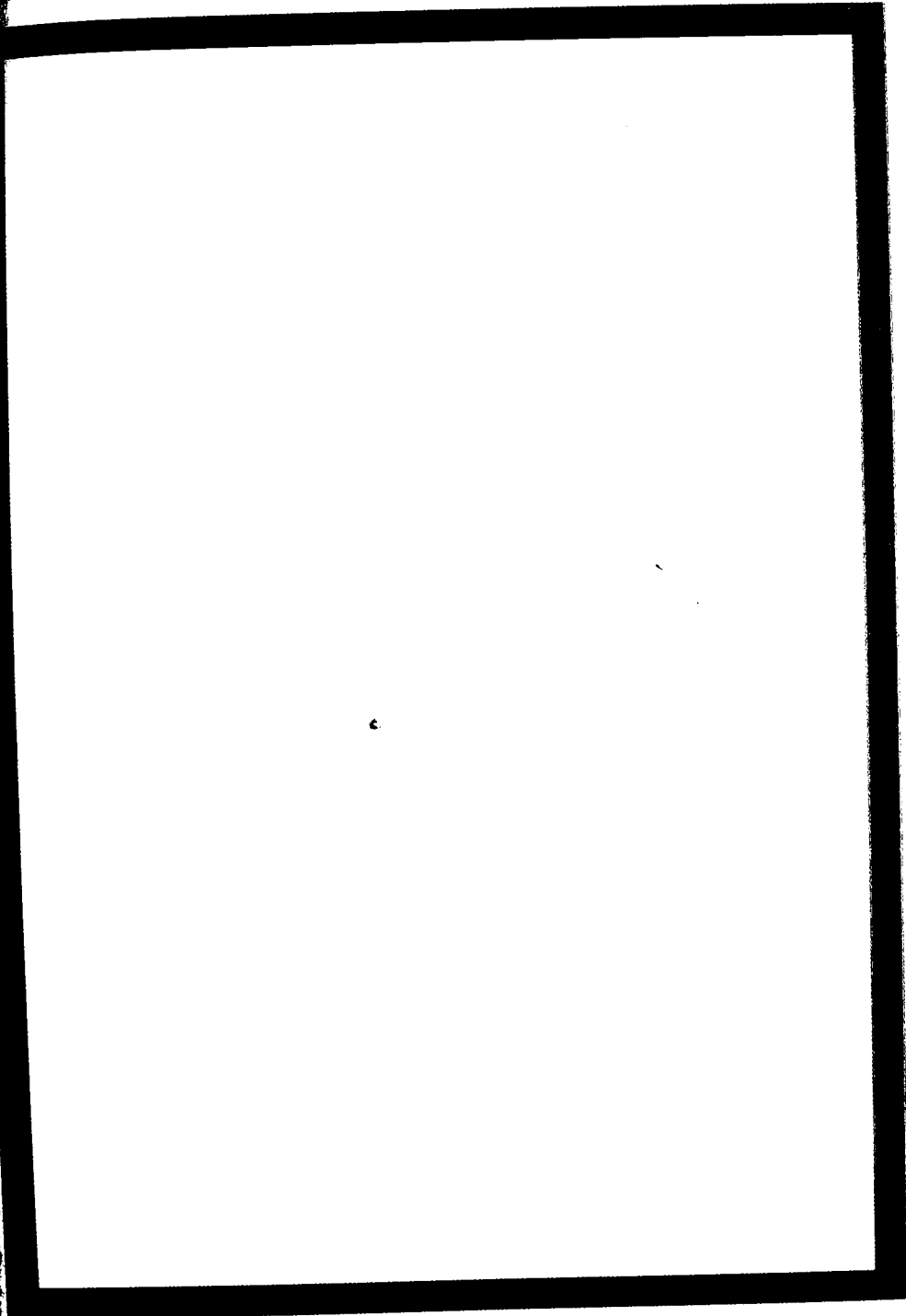




## جہاں میں پرچمِ اسلام لہرانے کا وقت آیا

مُسلما نو! اٹھو، باطل سے ٹکرانے کا وقت آیا  
سیرمیں داں تڑپنے اور تڑپانے کا وقت آیا  
جہادِ فی سبیل اللہ، رسول اللہ کی سنت ہے  
صحیضابہ کی جلی تاریخ دہرانے کا وقت آیا  
اٹھو فِ روقِ اعظم کے جواں، شہ زور فرزندو  
بساطِ جنگ پر قوت سے چھا جانے کا وقت آیا  
خدا کے نیک بندو! اپنے حجروں سے نکل آؤ  
کمر باندھو، محاذِ جنگ پر جانے کا وقت آیا





۱۹۳

نفسِ اب طالبان کو نصرتِ باری مبارک ہو  
جہاں میں پرچمِ اسلام لہرانے کا وقت آیا

○  
(محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / جون ۱۹۹۷ء)



---

لے طالبان : نوجوان علمائے دین پر مشتمل مجاہدینِ افغانستان جنہوں نے مختصر عرصہ میں ملک کے  
نوے فیصد علاقے پر اسلامی شریعت پر مبنی حکومت قائم کی ہے۔ (مرتب)



# شجرۂ طریقت و جہاد

عصر حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی روایت اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کی جسے آپ کے سلسلہ طریقت و جہاد کے مردانِ سیف و قلم نے آج تک جاری رکھا ہے۔  
مختصر نقشہ حسب ذیل ہے :

امیر المؤمنین، امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ  
(شہادت : بالاکوٹ ۱۲۲۶ھ)

خریل مجاہدین  
حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم الیاسی شہید رحمۃ اللہ  
(شہادت : تور و ضلع مردان)

سید العلماء، قدوة المجاہدین  
حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ  
(خلیفہ زستین حضرت سید احمد شہید)

نور الاسلام

سرعلتہ مجاہدین

حضرت میا نجیو نور محمد جھنجھانوی  
(۱۲۵۹ھ - ۲)

حضرت مولانا سید نصیر الدین دہلوی رحمۃ اللہ  
جانشین حضرت سید احمد شہید (۱۲۵۶ھ بتعامتہ، ننگر)

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۱۴ھ)  
امیر المؤمنین جہاد علی ۶۱۸۵۴ (۳ - ۱۳۴۲ھ)

حجت الاسلام  
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ  
بانی دارالعلوم دیوبند (م - ۱۲۹۴ھ)

قلب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ (م - ۱۳۲۳ھ)  
قاضی القضاة جہاد علی ۶۱۸۵۴

شیخ البنہ  
حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ  
(م - ۱۳۳۹ھ)

قلب عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم راپوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۳۴ھ)  
قاتل امیر تکرکیشیخ السنہ (تکرکیشی روال)

سید المجاہدین، شیخ الاسلام  
حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ  
(م - ۱۳۴۴ھ)

قلب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ راپوری رحمۃ اللہ (م - ۱۳۸۲ھ)  
مفتی الافراد و سرپرست تکرکیشی سنہ و مدارس دینیہ جوینفر



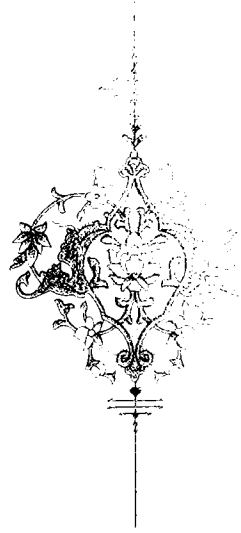
# مینائے غزل



تصور ہی میں گم ہو کر نہ رہ جا      دلِ ناداں تیری منزل لقیں ہے  
 مجھے داغِ جدائی دینے والے      تری یادوں میں گم جانِ عزیز ہے  
 خدا تجھ کو سدا خوش حال رکھے!      ترا غم حاصلِ دنیا و دیں ہے  
 شبِ غمِ دل کی کشتی ہے بھنور میں      کہیں اُمید کا ساحل نہیں ہے  
 نگاہِ شوق سے اب کس کو دیکھوں      نظر کے سامنے کوئی نہیں ہے

نفیس اُن کے بغیر اب زندگی کیا

طبیعتِ سرد، دل اندوگیاں ہے

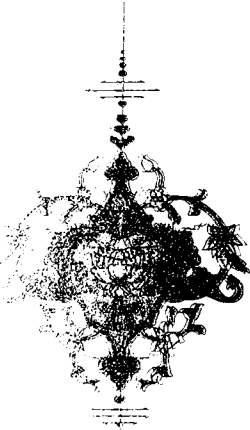




# تصوّر

۱۹۷۰ء میں خانقاہ عالیہ راجپور (سہانپور) میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، قلبی تاثرات نظم کی صورت میں ڈھل گئے — (نفیس)

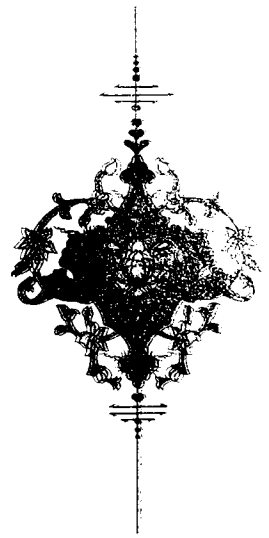
یہ کس کا پر تو نورِ حبیب ہے!  
 یہ کس کی موجِ زلفِ عنبر ہے  
 تصوّر میں کوئی پہلو نشیں ہے  
 وہ فرخندہ جبینِ سند نشیں ہے  
 یہ خاکِ راجپور، اللہ اکبر  
 مجھے ہے ذرہ ذرہ طورِ اس کا  
 بڑا قیاض ہے وہ شاہِ خوباں  
 مزاجِ جانِ جاناں ہم کو معلوم  
 نگاہِ عشق کا پندار ٹوٹا  
 فضا میں حُسن ہے، ہر شے حسین ہے  
 مشامِ جاں میں بُوئے یاسمین ہے  
 نظر سے دُور ہے دل کے قرین ہے  
 دلوں کی سلطنت زیرِ نگیں ہے  
 مری دُنیا ہیں، عُقبیٰ یہیں ہے  
 یہ میرے نازنیں کی سرزین ہے  
 کُشادہ دل، کُشادہ آستین ہے  
 طبیعتِ عشق کی بھی نازنیں ہے  
 تجھے اے حُسنِ جاناں آفرین ہے



زہے چشمِ فسوں سازِ محبت  
 پرانے کو بھی جو اپنا بنا لے  
 اندھیری شب ہے، رستہ گم ہے لیکن  
 نظر آتے ہیں منزل کے اُجالے  
 بہار آتی ہے، غنچے کھل رہے ہیں  
 مرے دل! تو بھی دو دن مسکرا لے  
 ٹھہرا لے مرگ، تھوڑی دیر دم لے  
 حیاتِ جاودانی بھی تو آ لے  
 نفیس اُن کی محبتِ نقشِ دل ہے  
 نہ بھولیں گے سہا رنپور والے



(نوارح ۱۳۹۰ھ / ۶۱۹۷ء)



## تقریظ

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

الحمد لله وكفى، وسلام على عباده الذين اصطفى

ہمارے مخدوم بزرگ حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی (نفیس رقم) جو محبت کرنے والوں کے درمیان حضرت نفیس شاہ صاحب کے نام سے زیادہ معروف ہیں، ان اصحاب کمال میں سے ہیں جن کی نظیریں کسی زمانے میں خال خال ہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فنِ خطاطی میں جو مرتبہ عطا فرمایا ہے، اور ان کے قلم سے خوشنویسی کے جو شاہکار وجود میں آئے ہیں، وہ ملک و ملت کے لئے قابلِ فخر ہیں، اور خطاطی کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن بڑی بات یہ ہے کہ ان کی کتابت کی طرح ان کی شخصیت بھی حُسن و جمال کا مرقع ہے، ان کے ہاتھوں سے پھول کھلتے اور باتوں سے پھول جھڑتے ہیں۔ اپنے فن اور مہنر میں بامِ عروج تک پہنچنے کے باوجود ان کی ادا ادا میں تواضع، مسکنت اور سادگی رچی ہوئی ہے، اور ان کا پورا وجود حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائیپوری قدس سرہ کے اس فیضِ صحبت کی زندہ کرامت ہے جس نے انہیں سراپا عشق (حقیقی) بنا دیا ہے۔

## نقشِ محبت

ملائک ساآھ ہیں دامنِ سنبھالے  
جرا سے آرہے ہیں کھلی والے  
امنڈ آتے ہیں بادل کالے کالے  
مرا ایمان ساقی کے حوالے  
تجھے، اے وحشتِ دل دینے والے  
دُعائیں دے رہے ہیں دل کے چھالے  
چہار آفاق مجھ پر ہو گئے تنگ  
مجھے تو اپنی کھلی میں چھپالے  
مرے ساقی، بتقریبِ شبِ قدر  
دیے جا آج بھر بھر کے پیالے  
زکوٰۃ حُسنِ جاناں بٹ رہی ہے  
گدا ئے عشق! قسمتِ آزما لے

جو گیسوتے جاناں کی حسین چھاؤں میں گزرے  
وہ لمحے باندا زِ دگر یاد رہیں گے

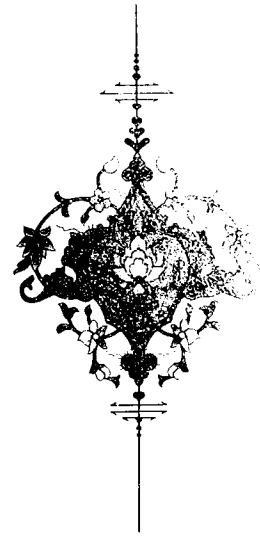
اے منزل پر شوق تری رہ میں جو آتے  
وہ شہر، وہ قریے، وہ نگر یاد رہیں گے

ہے خاک تری سمرتہ ارباب بصیرت  
کنکر ہیں ترے لعل و گہر، یاد رہیں گے

اے خواجہ نگر! دیدہ و دل تجھ پہ نچاؤر  
مجھ کو ترے اُجڑے ہوئے گھر یاد رہیں گے

اے جان وطن تجھ سے میں گو دور رہوں گا  
نفتے ترے ہر آن مگر یاد رہیں گے

تڑپاتے گی لاہور میں رہ رہ کے تری یاد  
جلوے ترے با دیدۂ تر یاد رہیں گے



# ارمغانِ گلبرگہ

۳۰ دسمبر ۱۹۷۵ء کو بعد نماز عصر گلبرگہ شریف سے حیدرآباد کے لیے سفر شروع کیا۔ بس سواد شہر سے نکلی تو فرطِ فراق سے طبیعت بھرا آئی۔ بے کلی نے اشعار کی صورت اختیار کی ————— نفیس

گلبرگہ، ترے شام و سحر یاد رہیں گے  
 گزرے ہیں جو باکیف و اثر یاد رہیں گے  
 انوار، وہ تاحدِ نظر یاد رہیں گے  
 اَسْمَارُ وہ شب تا بہ سحر یاد رہیں گے  
 فیضانِ محسوس<sup>۲</sup>، وہ عنایاتِ یَدِ اللہِ<sup>۳</sup>  
 کیا لطف تھے ہنگامِ سفر یاد رہیں گے

۱۔ اَسْمَارُ الْأَسْرَارِ (حدیث شب) حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمہ اللہ کی تالیف، اُن کے وارداتِ قلبی کی آئینہ دار۔

۲۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز قدس سرہ صاحبِ روضۃ بزرگ گلبرگہ شریف۔

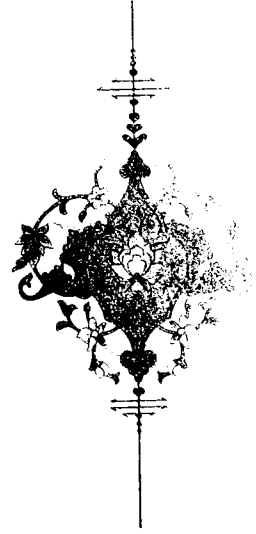
(المتوفی ۸۲۵ھ)

۳۔ حضرت سید شاہ یَدِ اللہِ حسینی (نبیہ حضرت خواجہ گیسو دراز) صاحبِ روضۃ خرد گلبرگہ شریف۔

(المتوفی ۸۵۲ھ)



جس تصوّف میں خود نمائی ہے  
وہ عبادت نہیں جُدا تئی ہے  
وہ سزاوارِ پارسائی ہے  
جس کی فطرت میں بے ریائی ہے  
کچھ جو میری سمجھ میں آئی ہے  
زندگی موت کی دُہائی ہے  
احسنِ کار بس جُدا تئی ہے  
دوستو! زندگی پُرانی ہے  
قیدِ ہستی سے جو رہائی ہے  
خیرِ مَعْتَدَم کو مرگ آئی ہے



اے شاہدِ عشاقِ دکن ، شہرِ نگاراں  
کیا تجھ کو بھی ہم خاک بہ سرِ یاد رہیں گے؟  
بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیسِ اہلِ محبت  
کچھ اہلِ دل و اہلِ نظر یاد رہیں گے



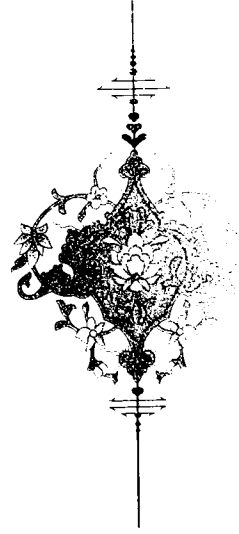
۲۶ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ



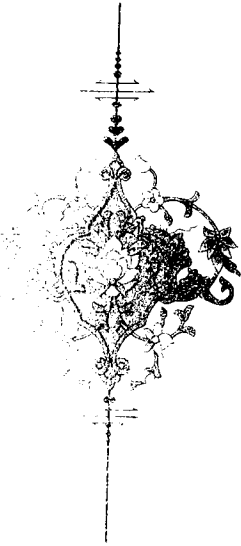
جو بُرائی ہے میری اپنی ہے  
اُن کا صدقہ ہے جو بھلائی ہے

دل کے ساغر سے پی رہا ہوں نفیس  
وہ جو شرب سے کھنچ کے آتی ہے

○  
(نواج ۶۱۹۵۷ء)



رُوْزِ اَوَّلِ سے جانتا ہوں انھیں  
 اُن سے دیرینہ آشنائی ہے  
 اللہ اللہ، حَالِقِ وِ مَخْلُوْقِ  
 صِفْرِ سے نِسْبَتِ اِکَاتِی ہے  
 ہمیں تیرا نِشَانِ بِلے نہ بِلے  
 آرزوئے سِکْتِ پائی ہے  
 سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی سے بھی گزرے (صلی اللہ علیہ وسلم)  
 اللہ اللہ کیا رَسَائِی ہے  
 غم وہ تَحْرِیرِ ہے مَحَبَّتِ کی  
 خُوْنِ دِلِ جِس کی رُوْشْنائی ہے  
 ہائے اُس بے نِیَا کی دُنیا  
 جِس میں نَمْرُوْدِ کی حُدا ئی ہے  
 تَنگِ اَسْلَافِ ہوں ، مَعَاذِ اللہ  
 تَوْبِہِ تَوْبِہِ یہ بے دِنائی ہے



اُبھرا ہے آسمانِ تمنا پہ ماہتاب  
 رقصاں ہے چاندنی میں شہستانِ آرزو  
 دل کا قرار، رُوح کی ٹھنڈک، نظر کا شوق  
 کتنے شگفتہ رنگ ہیں عنوانِ آرزو  
 اے وہ کہ تیرے دم سے ہے ہر خواہش حیات  
 اے وہ کہ تیرا غم ہے رگِ جانِ آرزو  
 تیرا نفسِ نفس ہے دل و جان سے عزیز  
 تیری حیات ہے سرو سامانِ آرزو  
 اب تیری آرزو کے سوا آرزو نہیں  
 تو جانِ آرزو ہے تو ایمانِ آرزو

۶۱۹۵۵-۵۲

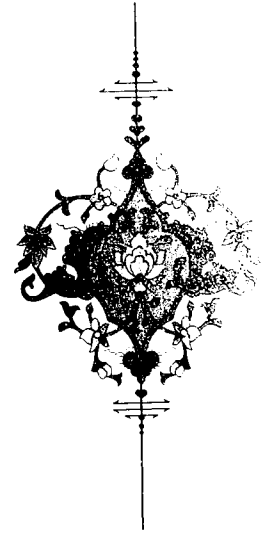




وہ دل کہ دیر سے تھا پریشان آرزو  
آج اپنے شوق میں ہے غرنخوان آرزو  
اللہ کے کرم سے ہے اُمید کی غلش  
اس کی نظر ہے سلسلہ جنبان آرزو  
ہر حسرتِ حیات کو تسکین مل گئی  
شکرِ خدا بکھل گئے ارمان آرزو  
اے گل فروش تیری بہاروں کی خیر ہو  
جو بن پہ ہے بہار گلستان آرزو  
پھولوں سے لگ گئی ہیں مقدر کی ڈالیاں  
پڑ ہے گل مُراد سے دامن آرزو

دونوں عالم ہیں ایک گوشے میں  
اللہ اللہ! دل کی پہنائی  
سُن رہا ہوں بہ گوشِ ہوشِ نفیس  
قلب ہے مجھِ نغمہ پیرائی

(۶۱۹۵۹/۱۳۷۹-۷۸)



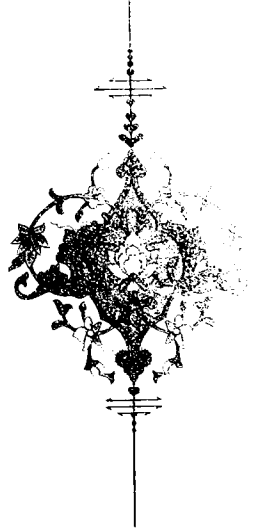
غم وہ تحریر ہے محبت کی  
 خونِ دل جس کی روشنائی ہے  
 دل کے ساغر سے پی رہا ہوں نفیس  
 وہ جو یثرب سے کھینچ کے آئی ہے

جب اس پاکیزہ کلام کے گلہائے رنگ رنگ بہ نفسِ نفیس آپ کے  
 سامنے ہیں تو میرے انتخاب کے واسطے کی ذرا بھی حاجت نہیں، لیکن میں کیا  
 کروں کہ یہ سطور لکھتے وقت حضرت نفیس کے چند اشعار یہاں نقل کئے بغیر  
 بھی رہا نہیں جاتا:

اللہ اللہ محمدؐ، ترا نام اے ساقی  
 آن گنت تجھ پہ درود اور سلام اے ساقی

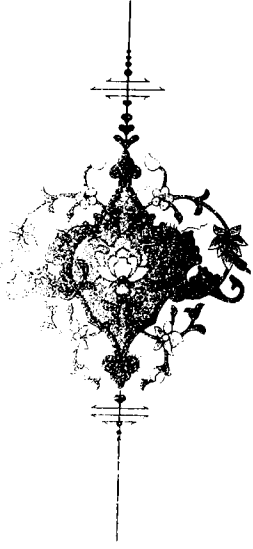
کبھی تنہائی میں محسوس کیا کرتا ہوں  
 صحنِ دل میں ترا آہستہ خرام اے ساقی

دل مرا ڈوب رہا ہے کہ تھی دامن ہوں  
 ہونے والی ہے اُدھر زیست کی شام اے ساقی





ہم ہیں اور شوقِ بزمِ آرائی  
وہ ہیں اور آرزوئے تنہائی  
موسمِ گل کا منتظر نہ کر  
لے مرے ذوقِ بادہ پیمائی  
زیست ہے اور غمِ زمانے کے  
میں ہوں اور لذتِ شکیبائی  
عبدالقادر ولی بیکتائی  
سیدی، مُرشدی و مولائی



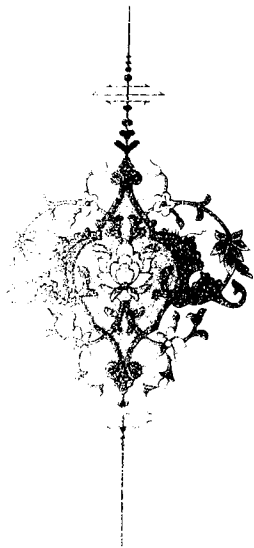
لے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبِ پوری نور اللہ مرقدہ۔ قیامِ پاکستان کے بعد تقریباً ہر سال  
راتے پور (بھارت) سے متوتلیں کی تربیت کے لیے پاکستان تشریف لاتے رہے اور کئی کئی ماہ  
لاہور و فیصل آباد میں مقیم رہے، اُن سے لاکھوں بندگانِ خدا فیضیاب ہوتے رہے۔  
تفصیلی حالات سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی تصنیف ”سوانح حضرت عبدالقادر صاحبِ پوری“  
میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

وہ جن کے دم سے جنسِ وفا تھی گراں بہا  
وہ لوگ بزمِ دہر سے نایاب ہو گئے  
ضربِ المثل تھیں جن کی بلا نوشیاں نفیس  
ساقی کے دردِ جام سے سیراب ہو گئے

۱۹۶۲-۵۷ء







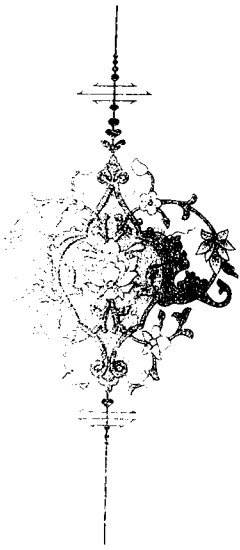
○  
بیمار ہو گئے بڑے بیتاب ہو گئے  
جب تم نظر پڑے تو شفا یاب ہو گئے  
ساقی! تری نظر پہ مری زندگی نثار  
تیرے فیوض روکش پنجاب ہو گئے  
تابِ جبیں سے بہ گئے سیلابِ نور میں  
تیری نظر سے غرق مئے ناب ہو گئے  
صحرا جو راستے میں پڑے گرد ہو گئے  
دِریا جو آتے سامنے پایاب ہو گئے

لہ ساقی: حضرت مولانا شاہ عبدالقادر راتپوری رحمہ اللہ

پاوے ہے وہی عشق سراسر ازنی عالم  
 جس عشق پہ وہ حسن ازل صاد کرے ہے  
 ہاں ساقی کو ترے سے صبا عرض یہ کرنا  
 اک زندہ کیہ مست بہت یاد کرے ہے  
 یہ عاشق بے نام ہے مشتاق زیارت  
 دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے  
 درویش زبوں حال ہے اے جان دو عالم  
 ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے  
 اے بادِ صبا راہ تری دیکھ رہا ہوں  
 اب آ کے سنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے  
 رہتا ہے نفیس ان دنوں اربابِ جنوں میں  
 دیوانہ ہے، رسوائی اجداد کرے ہے

(۱۳۸۹ھ / ۱۹۷۰ء)  
 سہارنپور (یوپی، بھارت)



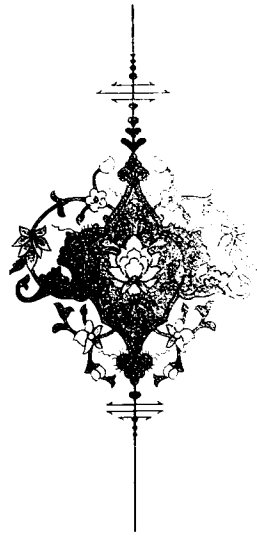


○

کیوں شکوہِ عنم اے دلِ ناشاد کرے ہے  
اک غم ہی تو ہے جو تجھے آباد کرے ہے  
صیاد یہ کیا کیا ستم ایجا د کرے ہے  
اب سارے گلستاں ہی کو برباد کرے ہے  
کس حال میں اب ہائے وہ آزاد کرے ہے  
دلِ قید سے چھٹتے ہوئے فریاد کرے ہے  
یہ عشق تو بہر حال میں راضی برضا ہے  
اب جو بھی ترا حُسنِ خدا داد کرے ہے  
دلِ محوِ محبت ہے اسے کچھ نہیں پروا  
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے

سورج کے انتظا رہی میں رات ہوگتی  
 فکرِ سلیم، ذوقِ نظر، ہمتِ بلند  
 ہر چیز نذرِ گردشِ حالات ہوگتی  
 اربابِ ہوش اپنا سامنہ لے کے رہ گئے  
 جوشِ جنوں میں مجھ سے کوئی بات ہوگتی  
 شعر و سخن میں اب وہ کہاں سنکر و آگئی  
 اب شاعری ہجومِ خیالات ہوگتی  
 جب بھی نفیس آتی ہے اُس جانِ جاں کی یاد  
 روئی کچھ ایسے آنکھ کہ برسات ہوگتی

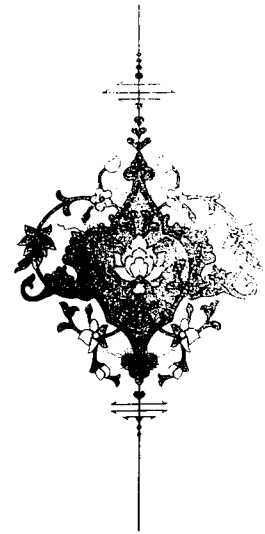
۱۶ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ  
 ۱۳ جنوری ۱۹۷۱ء (سہارنپور بھارت)





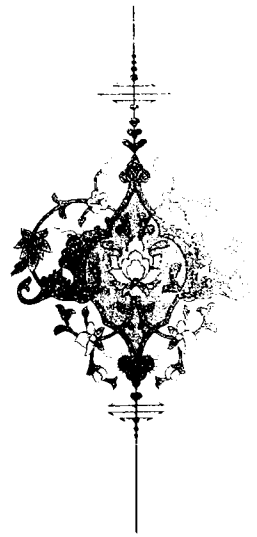
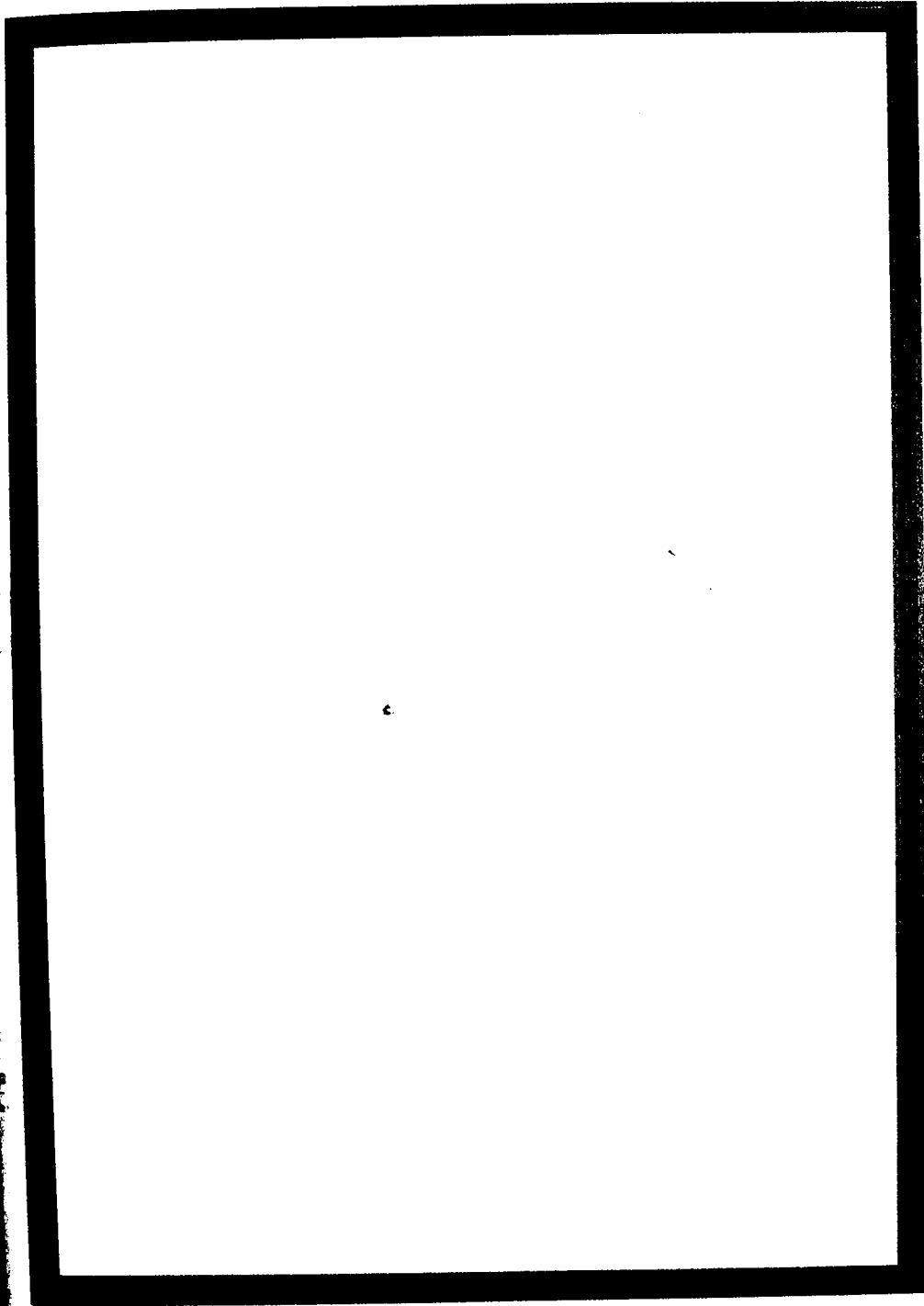
اے دوست جب سے وقفِ خرابات ہو گئی  
عمر عزیز کتنی خوش اوقات ہو گئی  
ساقی نے اپنی ذات میں مجھ کو سمولیا  
میری حیاتِ مستِ مے ذات ہو گئی  
دل پر پڑا جو پرتوِ حُسن و جمالِ دوست  
جاری زباں پہ حمد و مناجات ہو گئی  
صبحِ ازل چلا تھا میں اُن کی تلاش میں  
شامِ ابد کے بعد ملاقات ہو گئی  
پو پھٹ رہی تھی محوِ نظارہ تھے ہم، مگر

اللہ اللہ! فریدِ ثانی ہے  
 یعنی سردِ فرید ہے ساقی  
 وہ مرے قلب میں فروکش ہیں  
 اُن سے گفت و شنید ہے ساقی  
 میکشانِ اَلْسَتِ وَجَد میں ہیں  
 شورِ ہلّ مِنْ مَمْرَیْدِ ہے ساقی  
 نَحْنُ اقْرَبُ اِلَیْہِ کی دُھن پر  
 رَقْصِ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہے ساقی  
 عشق کی دسترس سے دُور نہیں  
 عقل سے جو بعید ہے ساقی  
 عمدِ حاضر میں اہلِ حق کا امام  
 سید احمد شہید ہے ساقی





آج رُوزِ سعید ہے ساقی  
لا صُبوحی، کہ عید ہے ساقی  
دوستوں کا فِراق لاتی ہے  
عید، عنم کی نوید ہے ساقی  
رُوتے جاناں کو ڈھونڈتی ہے نگاہ  
حسرتِ باز دید ہے ساقی  
نا اُمیدی سے کیا ہمیں نسبت  
تُو ہماری اُمید ہے ساقی  
زاہدِ خودِ پسند کیا جانے  
وقت کا با یزید ہے ساقی







برگ گل

سید نفیس حسین

بق و ترتیب

سید اظہار احمد گیلانی

ناشر

سید احمد شہید اکادمی

نفیس منزل

۱۷۷/۳ کریم پارک ○ لاہور

اب ذرا حضرتِ نفیس کی غزل کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

کیوں شکوہِ غم اے دلِ ناشاد کرے ہے  
اک غم ہی تو ہے جو مجھے آباد کرے ہے

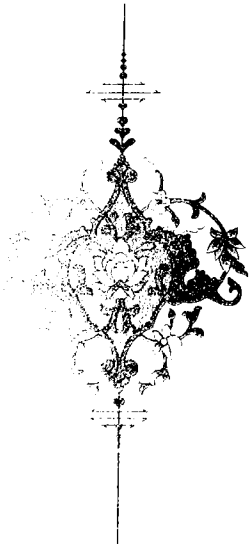
دلِ موِ محبت ہے اے کچھ نہیں پروا  
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے

پاوے ہے وہی عشقِ سرِ افرازیِ عالم  
جس عشق پہ وہ حسنِ ازلِ صاد کرے ہے

باں ساقیِ کوثر سے صبا عرض یہ کرنا  
اک رندِ سیہ مست بہت یاد کرے ہے

کچھ جو میری سمجھ میں آئی ہے  
زندگی موت کی دُبائی ہے

روزِ اول سے جانتا ہوں انہیں  
اُن سے دیرینہ آشنائی ہے



صُبحِ نو کی شفق کو غور سے دیکھ  
رنگِ خونِ شہید ہے ساقی  
سوچ، کیا وقت کا تقاضا ہے  
دیکھ دورِ جدید ہے ساقی  
لوگ کہتے ہیں جس کو شاہِ نفیس  
تیرا ادنیٰ مُرید ہے ساقی

(مختم ۱۳۹۳ھ / ۶۱۹۷۳)





نفس



## تکمّلہ شجرۃ قادریہ قمیصیہ رحمیہ امدادیہ

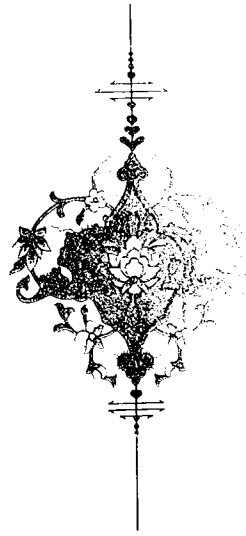
بمولانا رشید احمد محدث      نگر دد قلب باعصیاں ملوث  
بنام آنکہ اوجہ الرحیم است      مرا امید جناتِ نعیم است  
بہ عبد القادر قطبِ زمانہ      مرا وہ درد و سوزِ عاشقانہ

نفیس بے نوا محو دعا ہست  
ہم اظہار احمد مسکین ادا ہست  
رضائے خویش یا مولا عطا کن  
زدامِ نفس ہر دورا رہا کن

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ

۲۰ مارچ ۱۹۷۹ء

اے شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مجتبیٰ قدس سرہ کے تالیف کردہ منظوم شجرۃ قادریہ قمیصیہ (شمولہ کلیات امدادیہ) میں مرتب کترین کی درخواست پر حضرت اقدس سید نفیس حسینی مدظلہ العالی نے ان اشعار کا اضافہ فرمایا اور کرم بالائے کرم اپنے اس حقیر خادم کا نام بھی شجرہ کے تتمہ میں منظوم فرمایا۔ (مترتب)



آرزو ہے کہ خاک ہو جاؤں  
خاک میں مل کے پاک ہو جاؤں  
یوں ترے لطف کی نسیم چھے  
مثل گل چاک چاک ہو جاؤں

د۔ ۱۹۵۵۔ ۶

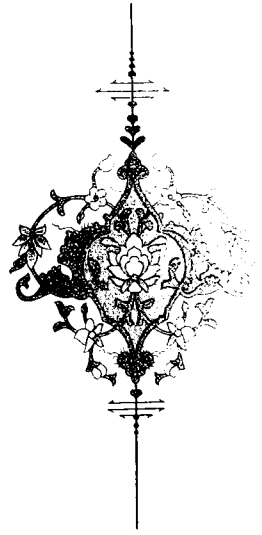
سکردو کے دشت و جبال اللہ اللہ!  
زہے قدرتِ ذوالجلال اللہ اللہ!  
زبان پر ہے بے اختیار اے نفیس  
حدیث ”یُحِبُّ الْجَمَالَ“ اللہ اللہ!



صفر المنظر ۱۴۱۷ھ / جولائی ۱۹۹۶ء  
سکردو، وادی شگر بلستان

## ظالم بُش

بُش فرنگی ، وہ صدرِ امریکہ  
ظالم و بدقماش ، مسلمِ عیش  
اس قدر ڈھائے اُس نے ظلم و ستم  
پڑ گیا نام اُس کا ”ظالم بُش“



ظالم بُش، صدرِ امریکہ، دیگر سامراجی قوتوں کے ہمراہ افغانستان کی اسلامی امارت پر ستمبر ۲۰۰۱ء میں حملہ آور ہوا اور بربریت کی انتہا کر دی، ظلم و ستم میں بلاکواں کومات کر دیا۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ، سربراہ اسلامی امارت افغانستان اور مجاہد اسلام اسامہ بن لادن کو کچلنے کے لئے ظالمانہ بمباری میں ”ڈیزیز کٹر“ اور ”کلسٹر“ جیسے خطرناک بم



○  
 برطانیہ اچھا نہ فرنگی بہتر  
 لندن سے کراچی کا کونگی بہتر  
 واللہ مرا اس پہ یقین ہے کہ نفیس  
 گورے سے مرے ملک کا بھنگی بہتر

کراچی ۱۹۹۷ء

○  
 ”مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ  
 پھر سر سے گزرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ  
 ہر روز سبق دیتا ہے عبرت کا یہ منظر!  
 مغرب میں اترتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

۱۹۹۸ء (گلاسگو سے بنگلہ کی طرف آتے ہوئے کہی)

نمی دارند جُز ذوقِ مَحَبَّتِ عاشقانِ دَرِ دِل  
 جفا تے دُشمنانِ بَرَسَر، وفائے دوستانِ دَرِ دِل  
 دِل و جانمِ خریدی، شُکرِ تو، قیمتِ مِپُرسِ از مَن  
 دِل و جانمِ فدائے تو، حسابِ دوستانِ دَرِ دِل

(نوارح ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)



کہاں دُنیا کے فرزانے گئے ہیں  
 جہاں تک دیں کے دیوانے گئے ہیں  
 یہ دَوْرِ اِبْتِلاِ اسْتَعْفِرِ اللہ!  
 بہت سے دوست پہچانے گئے ہیں

جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ / ستمبر ۲۰۰۱ء



## بُشِ دَرِنْدَه

بُشِ دَرِنْدَه بے ، یہ حقیقت ہے  
بُشِ گِنْدَه بے ، یہ حقیقت ہے  
حملہ آور ہوا ، مگر مَلّا  
پھر بھی زندہ ہے ، یہ حقیقت ہے

(۸ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ / ۲۴ نومبر ۲۰۰۱ء)



شہ بغداد اور حمد اللہ تعالیٰ

زبدہ آلِ نبیؐ حضرت عبد القادرؒ

فخر اولادِ علیؑ حضرت عبد القادرؒ

اولیا باجگزارِ شہ بغداد ہمہ

تاجدارِ حسنی حضرت عبد القادرؒ

سید مجبورِ حمد اللہ تعالیٰ

سید مجبور از آلِ رسول ﷺ

نورِ چشمِ مرتضیٰ رضی، نعتِ بتولؑ

قلبِ لاہور و امامِ اہلِ ہند

روشن از وے صبح و شامِ اہلِ ہند

۱۳ ذیقعد ۱۴۲۲ھ

۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ



اور حضرت رائے پوریؒ کے فیض پر یہ اشعار:

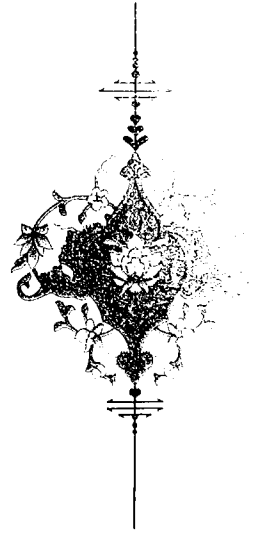
ساقی، تری نظر پہ مری زندگی نثار  
تیرے فیوض رُوکش پنجاب ہو گئے  
تابِ جبیں سے بہ گئے سیلابِ نور میں  
تیری نظر سے غرقِ مئے ناب ہو گئے  
صحرا جو راستے میں پڑے، گرد ہو گئے  
دریا جو آئے سامنے، پایاب ہو گئے  
ضرب المثل تمیں جن کی بلا نوشیاں نفیس  
ساقی کے دردِ جام سے سیراب ہو گئے

حضرت نفیس کا کلام ایک بار پہلے بھی بعض اہلِ محبت نے از خود  
مرتب کر کے شائع کیا تھا، لیکن اس میں بہت سی اہم چیزیں رہ گئی تھیں۔  
اب بفضلہ تعالیٰ یہ کلام اپنی مکمل صورت میں شائع ہو رہا ہے جو انشا اللہ  
اصحابِ ذوق کے لئے ایک گرانقدر تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت نفیس کا  
سایہِ رحمت ہم پر تادیر سلامت رکھیں۔ آمین

دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

۱۲ صفر ۱۴۲۲ھ

محمد تقی عثمانی 135348



# کبھی نہ بھولیں گی

منیٰ کی چاندنی راتیں کبھی نہ بھولیں گی  
وہ تا نگاہِ قناتیں کبھی نہ بھولیں گی  
بودیِ عرفات و سوادِ مُزدلفہ  
نیاز و راز کی باتیں کبھی نہ بھولیں گی



(منیٰ، ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ / مارچ ۲۰۰۰ء)



## ارمغانِ نفیس

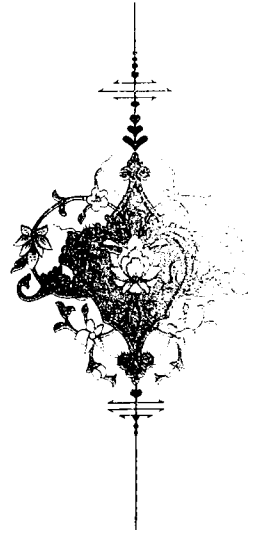
دیدہ و قلب و روح و جانِ نفیس  
ہست ہر چیزِ زیبِ خوانِ نفیس  
اے عزیزانِ من! قبولِ کنید  
”برگِ گل“ ہست ارمغانِ نفیس

○

۷ رجب ۱۳۲۲ھ

۲۵ ستمبر ۲۰۰۱ء

○

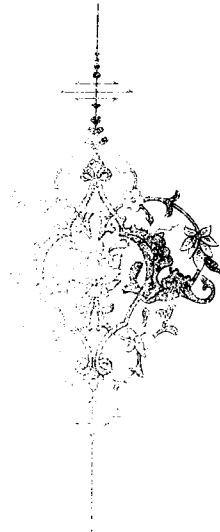


# مُجَدِّدِ الْفِ ثَانِي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

مُجَدِّدِ الْفِ ثَانِي، قَلْبِ آفَاقِ  
زَبِي مَسَدِ نَشِينِ بَزْمِ عُشَاقِ  
ازو تَجْدِيدِ دِينِ مَصْطَفَى كَسْتِ  
جِهَانِ تِيرِه رُوشَنِ بَرَمَلَا كَسْتِ

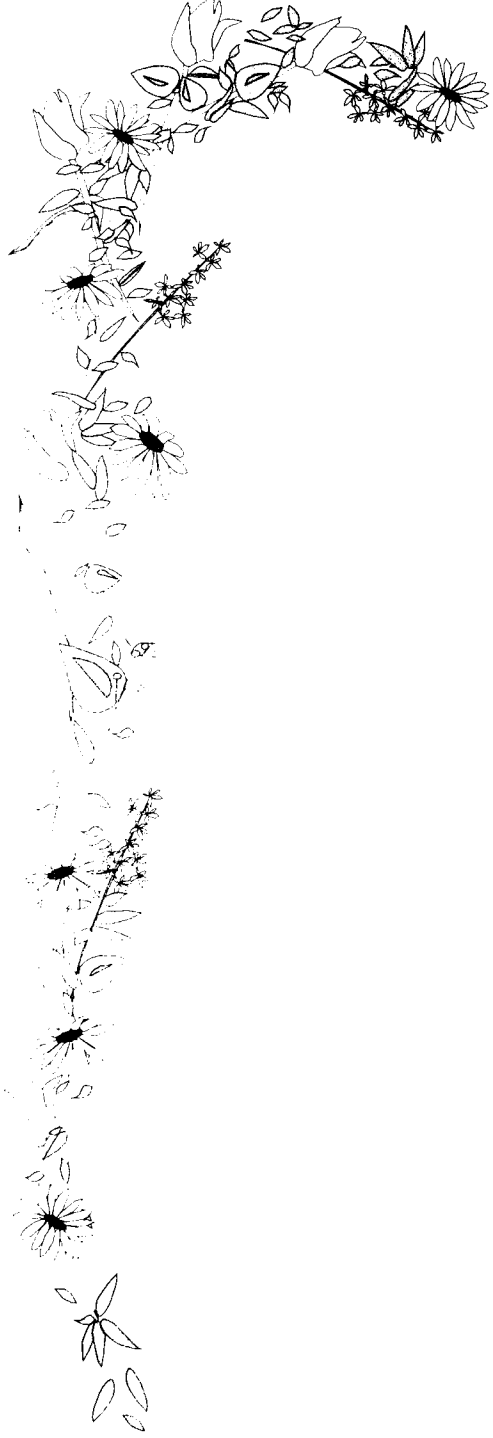
۱۳ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ

۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء









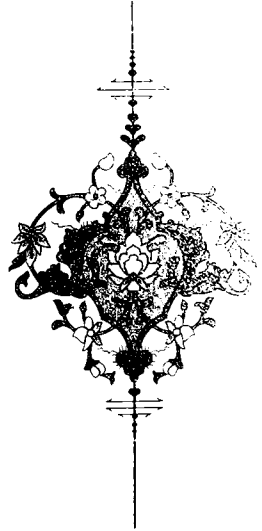
صبر



سُورَةُ الرَّحْمٰنِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ  
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 مَلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ  
 اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ  
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ  
 صِرَاطَ الَّذِیْنَ  
 اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغضُوبِ عَلَیْهِمْ  
 وَلَا الضَّالِّیْنَ

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ ہی کو ہیبت و ترس سے پکارتے ہیں اور تجھ ہی سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ جو لوگوں پر تو نے انعام کیا ہے ان کے سوا اور کوئی بھی نہیں۔ اور نہ ہی گمراہوں کے۔

۲۲ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ ۱۶۹





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

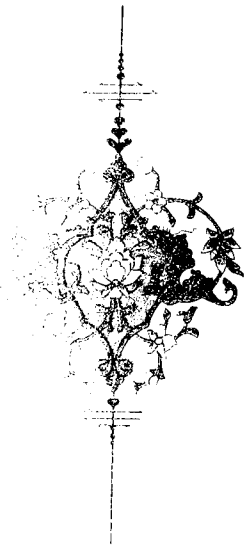
حیة : ۱۲ اسوال الکم

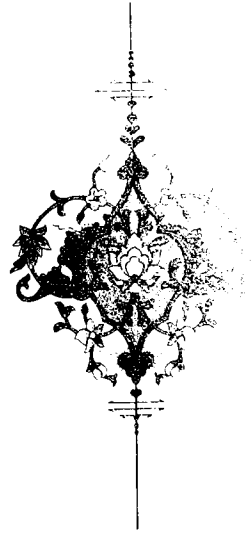


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الفتن والفتنات فی الفتن والفتنات





وَالْبَيْتَاتِ الصَّلُوحِ حَيْرِ صِدْقِ رَسَالِكِ  
مَثَرًا يَا وَخِيكَ هَوَا كَأَنَّ الْبَرَاءِ الْيَكِيمِ

۱۳۰۱ هـ  
مال اور سیٹے رونق میں دنیا کے جیتے، اور رہنے والی نیکوں پر بہتر ہے تیرے رب کے مال بولد، اور بہتر ہے تو فتح (۱۳۰۱)

ایک امیدِ شفاعت ہے، فقط زادِ سفر  
 جس سے ہمت سی ہے کچھ کام بہ کام اے ساقی  
 لاج رکھنا کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیس  
 ہے ترے در کا غلام ابنِ غلام اے ساقی

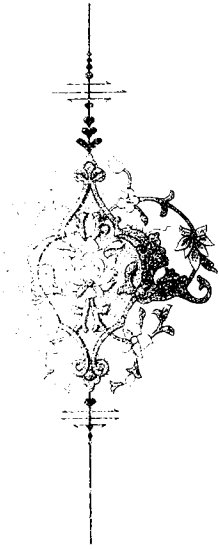
ملائک ساتھ ہیں دامنِ سنبھالے  
 حرا سے آ رہے ہیں کھلی والے

اُدھے آئے ہیں بادل کالے کالے  
 مرا ایمان ساقی کے حوالے

تجھے اے وحشتِ دل دینے والے  
 دعائیں دے رہے ہیں دل کے چھالے

زکوٰۃ حسنِ جاناں بٹ رہی ہے  
 گدائے عشق! قسمت آزمائے

بہار آئی ہے، غنچے کھل رہے ہیں  
 مرے دل! تو بھی دو دن مسکرائے







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَقَدْ عَلِمْتُمُ أَنَّ

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

۷۷- اعرابکم

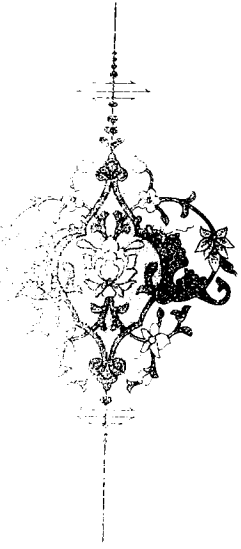
جو ہے پر و انہ سے پہنچ کر کیا۔

ترجمہ: اُدھاری مدر کھلے ہے، التذہب کی رائی میں اوم کر دے، سو دے، ہوا لے کے تاکہ اس مان تو۔ جو سب سے کا ہوا

۱۳۰- العمل: القرآن



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَهْدَى الْقَائِمِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ  
كَرِيمٍ فَذَكِّرْ مَنْ نَسِيَ الْغُرُورَ

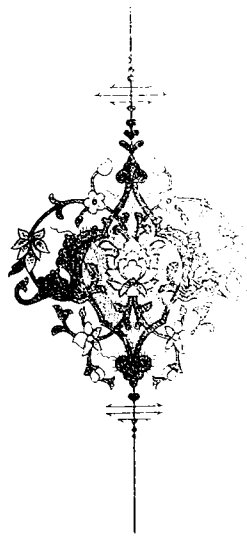


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَلَا يَرْجُوا الْوَالِدِينَ  
وَالْأَوْلَادَ وَالْأَقْرَابَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

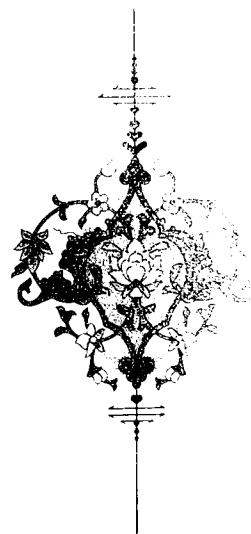
وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ  
صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ



قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
 وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ  
 الْمَيْمُونِ قُلْ  
 الْمَيْمُونُ  
 صَدَقَ اللَّهُ تَعَالَى  
 قَوْلَهُ  
 قُلْ كَلَّا لَوْ كُنْتُمْ  
 تَعْلَمُونَ  
 صَدَقَ اللَّهُ تَعَالَى  
 قَوْلَهُ  
 قُلْ كَلَّا لَوْ كُنْتُمْ  
 تَعْلَمُونَ



وَاللَّهُ يَخْتَارُ  
مَنْ يَشَاءُ  
وَلَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ  
وَاللَّهُ يَخْتَارُ  
مَنْ يَشَاءُ  
وَلَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ





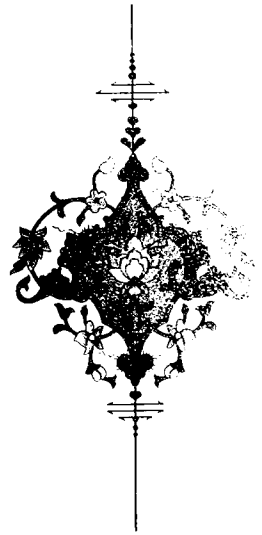
**عاشوراء**

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَجِبْ دُعَائِي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَجِبْ دُعَائِي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَجِبْ دُعَائِي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتِهِ الطَّيِّبِينَ وَصَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَجِبْ دُعَائِي يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ



# ان الیوم یومنا

۱۱۳  
انجلا رانی فی الاسلام منصرفی بحران  
کتابت نفیسی سینی اللہ پروردگار میں فی انبیا  
۱۱۳ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ  
۳/۱۱۷۷ - کوئٹہ پبلک ، لاہور ، پاکستان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَتَأْمُرُ الْبَيْنِ وَكَانَ الْبَيْنِ عَدَاً  
مَا كَانُ سَمَاءَ أَبَا صَدْرٍ رَبِّ الْكَمِ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
صَلِّ عَلَىٰ عَلِيٍّ وَآلِهِ

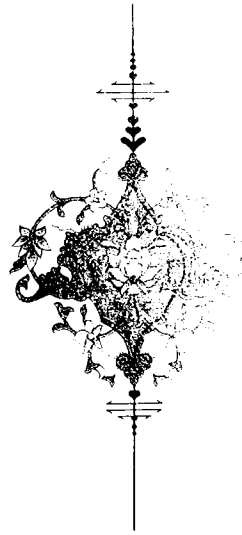
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ  
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار  
ہیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھول  
مروں تو کھائیں مینے کے مجھ کو مور مار  
اڑا کے بادِ مری مُشتِ خاک کو پس مرگ  
کمرے حضور کے روضے کے آس پاس

اقباسِ قصیدہ بہاریہ تجرہ الاسلام ما نوو

ما خود فضائل و شرفیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مدنی نور اللہ مرقدہ

مدونِ جنتِ البقیع، لاہور، ۲۹ جوالہ ۱۳۰۲ھ بمطابق ۱۹۸۲ء

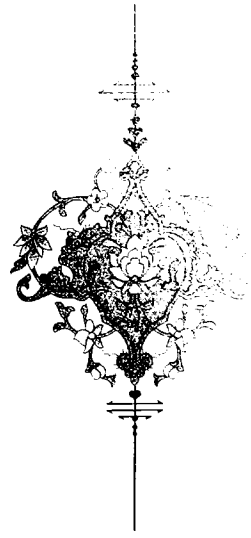
کتبہ نقیہ نفیس الحسینی ۱۳۰۲ھ

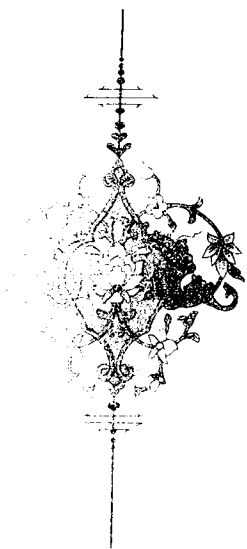


ہے۔ وہاں آپ نے مشاعروں اور عام محفلوں میں کبھی اپنا کلام نہیں سنایا اور یوں عوامی حلقوں میں بطور شاعر مشہور ہونا پسند نہیں فرمایا۔ اسی طرح آپ نے اپنا کلام معروف ادبی پرچوں میں بغرض اشاعت نہیں بھجوایا۔ شہرت پسندی آپ کا شیوہ نہیں۔

سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف شاندار اور تابناک پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے لیے ایک مستقل تصنیف درکار ہے زیرِ نظر خود منتخب کلام کے ابلاغ کی مناسبت سے ہم اپنے مطالعہ کو آپ کی شاعرانہ شخصیت کے ارتقاء، افکار عالیہ، اور کلام کی پرکشش اور نمایاں ادبی خصوصیات تک محدود رکھیں گے۔

جناب سید نفیس الحسینی محض ایک مرجعِ خلافتِ شیخِ طریقت ہی نہیں بلکہ ایک نہایت خلیق و ملنسار انسان بھی ہیں وہ غمزدہ دلوں اور حاجتمندوں کے بے حد غمگسار، ہمدرد اور ہمہ وقت ان کی مدد اور خلقِ خدا کی خدمت پر کھر بستہ رہتے ہیں۔ شانِ استغناء اور غیرت و حمیت رکھنے والے درویشِ خدا مست اور صاحبِ قلم ہونے کے ساتھ وہ صاحبِ سیف بھی ہیں کیونکہ اپنے آباؤ اجداد کی پیروی میں جذبہٴ جہاد سے سرشار ہو کر افغانستان و کشمیر کے مجاہدین کے سرپرست اور شیخِ طریقت کے طور پر جہادِ اسلامی میں عملاً شریک ہیں۔ وہ تین





# وَأَن كَلِمَاتٍ خَلَّطْنَاهُم بِهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب فقیر فی سنی غزالی ذوقہ و شریعہ بہ فی بلدہ مکہ مکرمہ و بلقان  
الجامعۃ الاسلامیۃ ، ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ  
بخدمت بابرکت حضرت مولانا محمد شمس حسین صاحب

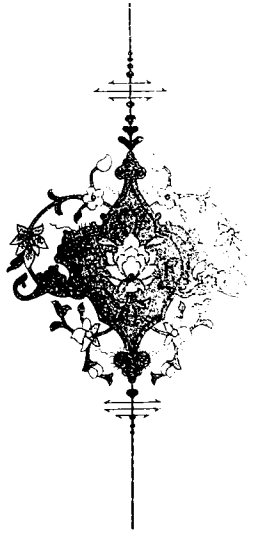
ستی انور زیدی

# دعوتِ عمل

دلوں میں حکمتِ قرآن لئے ہوئے اٹھو  
وہ ہند دعوتِ ایشیا دے رہا ہے تمہیں  
پکارتی ہے نہیں آج وادھی کشمیر!  
تمہارے مد مقابل ہیں کفر کے لشکر!  
زمانہ خود تمہیں کہتا ہے ”اپنے ہاتھوں میں  
تمہارے دین کی حرمت چھوڑ کھائے ہوئے  
کلائیاں کہ جو ہیں بچ بچ ستم میں اسیب!  
ابھی تمہارا افسانہ بچنے والے ہے!  
جلالِ بوزد و سماں لئے ہوئے اٹھو  
رگوں میں خونِ شہیدیاں لئے ہوئے اٹھو  
دلوں میں جوشِ کاٹوناں لئے ہوئے اٹھو  
علیؑ کی قوتِ مہیاں لئے ہوئے اٹھو  
زبانِ گردشِ دوراں لئے ہوئے اٹھو  
جگر پہ داغِ نمایاں لئے ہوئے اٹھو  
انہیں چھڑانے کا ارماں لئے ہوئے اٹھو  
اٹھو فسانے کا عنوان لئے ہوئے اٹھو

اٹھو اور اٹھ کے زمانے کو اپنے زیرِ کمر

یہ بات السی نہیں ہے کہ اس میں دیر کرو  
آنکھیں



هو القیاس  
 زانو خود پند کیا جانے  
 وقت کا بیریڈ ہے ساقی  
 ننگ خواب فریڈ ہے  
 غمی فریڈ ہے ساقی  
 کلام نقیب نقیب

۱۳۹۱ھ

۱۳۹۱



## تصحیح نامہ

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲۱	۱	امید	امید
۲	۲۲	۹	درد	درد
۳	۳۲	۶	امیدوار	امیدوار
۴	۴۲	۲	شبنم	شبنم
۵	۵۷	۴	محبت	محبت
۶	۶۳	۳	مواجہ	مواجہ
۷	۶۳	۱۰	مخل	مخل
۸	۶۵	۲	مواجہ	مواجہ
۹	۱۱۱	۳	بادہ	بادا
۱۰	۱۲۴	۱۰	مشعل	مشعل
۱۱	۱۳۱	۹	معمور	پر نور
۱۲	۱۳۷	۹	بڑھا	بڑھتا
۱۳	۱۴۲	۳	مغفور	مغفور
۱۴	۱۴۲	۵	ضرور	ضرور
۱۵	۱۷۲	۴	ریائی	ریائی
۱۶	۱۹۰	۲	ملوث	ملوث

۱۷ سید نفیس الحسینی مدظلہ کی یہ نعت اُن کے خاندان کے بزرگ عارف ربانی صوفی سید شاہ مقبول احمد (م ۱۹۷۸ء) نے حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر پر ۱۹۶۳ء میں پہلی حاضری کے وقت پیش کی۔ (مرتب)

۱۸ جناب سید نفیس الحسینی نے اپنے قیام لاکل پور (فیصل آباد) کے آخری ایام میں یہ نظم لاہور منتقل ہونے سے دو تین روز قبل ۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء کو کھی۔ اسنامہ ”علیم مشرق“ لائلپور کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں سید انور زیدی کے نام سے شائع ہوئی۔ ۱۸ سال کی عمر میں کلام نفیس بخط نفیس کا عکس بھی دیا جا رہا ہے۔ (مرتب)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ”برگ گل“

ایک تاثراتی مطالعہ

جناب سید نفیس الحسینی کو بین الاقوامی سطح پر اور بالخصوص مسلم دنیا میں خطاط کی حیثیت سے اکثر صاحبانِ علم و فن اور عوام جانتے ہیں۔ پاکستان و ہند میں آپ جادہ طریقت کے سلسلہ قادریہ کے نامور شیخ و راہنما، فاضل ادیب و محقق، متعدد دینی مدارس کے سرپرست اور تاریخِ اسلامی کے سکالر کے طور پر بھی معروف ہیں مگر ایک خوش کلام و خوش گلو شاعر کی حیثیت سے آپ اپنے ادب دوست، باذوق اور بے تکلف یارانِ محفل کے مخصوص حلقے کی جان ہیں۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سید مخدوم نے اپنے مشائخ طریقت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی انا کو انکساری اور خود شکنی سے روند کر جہاں اپنی دیگر بے شمار شخصی خوبیوں اور صفات پر بیچ میدانی اور اخفاء کا پردہ ڈال رکھا



بیں اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ خصوصیت یعنی ادبی ذوق عطا فرما کر ان کے دیگر کمالات اور اوصاف کو مزید نکھار دیا ہے اور انہیں ایسے نمایاں اور بلند و بالا مقام پر متمکن فرمایا ہے جہاں سے وہ اپنے فیضانِ علمی و روحانی کی ضیاءِ پاشیوں سے مختلف میدانِ بائے عمل میں خلقِ خدا کو منور فرما رہے ہیں۔

زمانہ ماضی یا حال کے عظیم المرتبت اور گراں قدر مشاہیر کی شخصیات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے ان کی عمر بھر کی جدوجہد، کامرانیوں اور خدماتِ جلیلہ کے ساتھ ان کے افکار و خیالات کا معلوم کرنا بھی ناگزیر ہے جو اکثر و بیشتر ان کے خطبات و مضامین، شاعرانہ کلام یا ان کے مکاتیب کے براہِ راست مطالعہ ہی سے واضح ہوتے ہیں۔ اسی طرح مشہور و معروف مدبرین، خطباء، شعراء اور ادباء کے کلام کی کماحقہ، تفہیم و تحسین کے لیے ہمیں اولاً ان حالات و واقعات، ماحول اور ان شخصیات کا علم ہونا بھی ضروری ہے جو ان کے خیالات و احساسات، طرزِ عمل اور ان کی زندگی کی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوئے ہمیں مذکورہ عوامل کے تناظر میں ان شخصیاتِ عظیم کی جہدِ مسلسل، تب و تاب اور محسوسات کا جائز لینا ہوتا ہے۔

اسی سنج پر زیرِ نظر مطالعہ درحقیقت سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی کے شاعرانہ کلام کو اولاً سمجھنے پھر اس سے لطف اندوز ہونے اور اس کے بعد اس



مرتبہ افغانستان کے جہاد کے زمانہ میں اگلے مورچوں میں ٹھہر کر مجاہدین کی حوصلہ افزائی اور ان کے لیے دعائے فتح و نصرت فرمانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ وہ ولی کامل ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

مذکورہ صفات و خصوصیات کے علاوہ مجھ سمیت بے شمار خدام اور ان کے گرویدہ و فریفتہ مداحین کو ان کی شخصیت کے جس پہلو نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ ان کے اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے ان کا ایک عظیم انسان ہونا ہے اس ایک جملے میں ان کے تمام کمالات، اوصاف اور محاسن مجتمع ہیں۔ کبھی سوچتا ہوں کہ سید نفیس ایک کامل شیخِ طریقت ہیں؟ اس دور کے عظیم ترین خطاط ہیں؟ یا ان کی شاعری اور علمیت انہیں عظمت، عبقریت اور رفعت کے اعلیٰ مقام پر مستمکن کرتی ہے؟ دل و دماغ بالآخر فیصلہ دیتے ہیں کہ ان کی خطاطی بھی شاعرانہ صفات و کمالات کی مظہر ہے۔ وہ اگر نفیس مزاج شاعر نہ ہوتے۔ تو اتنے اعلیٰ اور منفرد صاحبِ طرز خطاط اور آرٹسٹ بھی نہ ہوتے اور اگر جناب سید نفیس اپنے اخلاقِ کریمانہ کے طفیل مجھے یہ گستاخانہ جملہ کہنے کی اجازت دیں تو عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ وہ اتنے بلند پایہ شیخِ طریقت اور بلند اخلاق انسان بھی شاید اپنی فطرت کے بنیادی شاعرانہ جوہر اور فطری مذاق کی بنا پر



## ولادت

آپ کی پیدائش ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۵۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء) کو  
گھوڑیالہ (ضلع سیالکوٹ) میں ہوئی۔

## تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم قریبی قصبہ بھوپالوالہ کے ہائی سکول میں  
پائی۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے خال مکرّم حضرت مولانا سید محمد اسلم (فاضل دیوبند)  
کے پاس لائل پور (موجودہ فیصل آباد) چلے گئے۔ قیام پاکستان کے دن لائل پور  
میں تھے۔ مولانا سید محمد اسلم صاحب کو خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور  
شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ان سے کچھ علمی استفادہ  
کیا۔ گورنمنٹ کالج لائل پور سے بھی انٹر میڈیٹ تک تعلیم پائی۔ فن خطاطی  
آپ نے اپنے والد ماجد خطاط القرآن سید محمد اشرف علی سے حاصل کیا۔  
۱۹۴۸ء میں ان کے زیر سایہ باقاعدہ فن کتابت کا آغاز کیا۔

## ذوقِ شعر و سخن

موزونی طبع یوں تو ابتدائے شعور ہی سے ودیعت تھی، قیام لائلپور کے  
زمانہ میں شعر و سخن کا ذوق بھی نشوونما پاتا رہا۔ ۱۹۴۹ء میں حضور نبی



ذریعے (سیر بین) سے آپ کی دلاویز شخصیت کو قریب سے دیکھنے کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے۔

شاہِ نفیس کا کلام منظوم اصنافِ سخن کے لحاظ سے گویا زیادہ تر نظموں، غزلیات اور قطعات و رباعیات پر مشتمل ہے مگر موضوعات کے تنوع اور افکار و خیالات کی گہرائی اور وسعت کے نقطہ نگاہ سے وہ ایک ہمہ جہت سخن ور ہیں اگرچہ ان کی غزلیات میں مشابہہ حق کی گفتگو اور عارفانہ نکات کے بیان کے لئے بادہ و ساغر کی روایت کی پاسداری موجود ہے مگر زیرِ نظر مجموعہ کلام میں بیشتر موضوعاتِ سخن حمد و نعت، قومی و ملی جذبات، جہادِ اسلامی اور اکابرینِ دین و ملت کی شاندار خدمات خصوصی طور پر نمایاں ہیں۔

### نام و نسب

آپ کا خاندانی نام انور حسین ہے۔ نفیس الحسینی قلمی نام ہے۔ سلسلہ نسب چودہ واسطے سے خواجہ دکن حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ (۸۲۵ھ) تک پہنچتا ہے۔ پنجاب میں سادات گیسو دراز کے مورثِ اعلیٰ حضرت شاہ حفیظ اللہ حسینی گلبرگوی قدس سرہ خاندانی روایت کے مطابق ۱۱۳۳ھ میں دکن سے تشریف لائے۔ مسکن و مدفن نواحِ سیالکوٹ ہے۔

بھی کھی ہیں۔ ان غزلیات کا اکثر حصہ انہوں نے پیش نظر مجموعہ انتخاب میں شامل نہیں کیا۔ اس زمانے کی غزلیات سے محض چند ایک ہی اس مجموعہ کلام کے لئے منتخب کی گئی ہیں۔ اس کی وجہ سید نفیس نے، جگر مرحوم کے الفاظ میں، یوں بیان فرمائی:

شباب میں اے جگر، غزل تو حقیقتاً ہی غزل تھی لیکن  
غزل میں یہ وسعتیں کہاں تھیں شعورِ فکر و نظر سے پہلے

جہاں تک اپنی فہم کا تعلق ہے یہ "ادبی خود احتسابی" ان کے موجودہ مقام رشد و ہدایت پر فائز ہونے، عالمانہ تقدس اور شعورِ فکر و نظر کا فطری تقاضہ ہو سکتی ہے مگر ان کی شاعری کے اولین دور کا جائزہ لیئے والے صاحبِ نظر نقاد کے لئے ان خوبصورت غزلیات کو یکسر نظر انداز کرنا مشکل ہوگا۔ لیکن اس زمانے کی غزلیات کے نقد و نظر کے لئے ایک علیحدہ مطالعہ درکار ہے۔

لائل پور (فیصل آباد) کے زمانہ قیام میں انہوں نے بہت عمدہ نظمیں بھی کھی ہیں مثلاً "دعوتِ عمل" ان کی ایک پر جوش قومی و ملی جذبات سے بھر پور نظم ہے۔ یہ لاہور منتقل ہونے سے دو تین روز قبل ۱۸ ستمبر ۱۹۵۱ء کو کھی گئی اور ماہنامہ "حکیم مشرق" لائلپور کے شمارہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں سید انور زیدی کے نام سے ان کے اپنے سوادِ خط میں شائع ہوئی گو کہ یہ نظم زیرِ نظر





کریم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہلا اور غائبانہ سلام عرض کیا۔ گورنمنٹ کالج لائل پور کے سال اول کے طالب علم سید انور زیدی کے نام سے ان کی نعتیہ نظم کالج کے ادبی میگزین میں شائع ہوئی پندرہ سال کی عمر میں کھی گئی اس نظم "سلام" کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔ یہ ان کی فطرت میں موجود پوشیدہ شاعرانہ جوہر کو نمایاں کر رہے ہیں اور مستقبل کے صاحبِ طرز ادیب و شاعر کے اندازِ فکر اور جذبات کی غمنازی کر رہے ہیں۔

سلام اے شمعِ روشن، چشمِ عبداللہ کی بینائی  
 زمانہ تجھ پہ قرباں ہے، فرشتے تیرے شیدائی

”تری آمد سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں“  
 عنادل چچھا اٹھے ”بہار آئی، بہار آئی“

ترے در سے کوئی سائل تھی دامن نہیں لوٹا  
 تری رحمت کے دامن کی ہے لامحدود پہنائی

نوجواں شاعر سید انور زیدی کے زمانہ طالبِ علمی اور اس سے متصل دور کی شعری کاوشیں بیشتر غزلیات پر مشتمل ہیں اگرچہ انہوں نے بہت عمدہ نظمیں

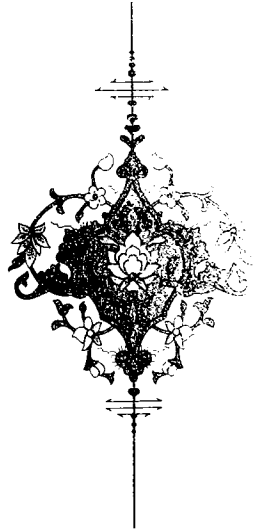
## سکونت لاہور

سید نفیس الحسینی ۲۳ ستمبر ۱۹۵۱ء کو لائلپور سے لاہور منتقل ہو گئے، لاہور پہنچ کر پہلے چند ماہ روزنامہ احسان اور پھر نوائے وقت میں بحیثیت خطاط سرخی نویس پانچ برس کام کیا۔ اس دوران میں بھی ذوقِ سخن قائم رہا۔ اس دور (۵۰-۱۹۵۳ء) کے کلام کا بیشتر حصہ لاہور کے روزناموں نوائے وقت، نوائے پاکستان، احسان، آواز وغیرہ میں شائع ہوتا رہا لیکن جیسا گذشتہ سطور میں بیان ہوا انہوں نے اپنا کلام کبھی مشاعروں میں سنایا اور نہ کسی مخصوص حلقہ ادب سے وابستہ ہوئے۔ بقول خود یہ ان کا مزاج ہی نہیں ہے۔

## انور زیدی سے نفیس الحسینی تک

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اپنی شاعری کے آغاز میں انہوں نے بعض غزلوں میں اپنا تخلص انور بھی کیا۔ خطاطی کے لیے چونکہ نام ”نفیس رقم“ بہت پہلے لکھنا شروع کر دیا تھا اس لئے شاعری میں ”نفیس“ اور نثر کے لیے ”نفیس الحسینی“ لکھنے لگے۔ ”حسینی“ کو اپنے نام کا جزو بنانے کی وجہ آپ نے ایک مرتبہ یوں بیان فرمائی:

”اگرچہ شروع ہی سے مذہبی رجحانات کا غلبہ تھا لیکن (۵۳-۱۹۵۴ء)





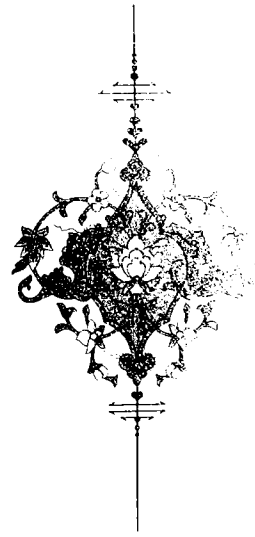
مجموعہ میں شامل نہیں تاہم ان کے اُس وقت کے قومی جذبے، جوشِ جہاد،  
اور قوتِ عمل کی بھرپور عکاسی کرتی ہے:-

دلوں میں حکمتِ قرآن لیے ہوئے اٹھو  
جلالِ بوڈڑ و سلمان لیے ہوئے اٹھو  
وہ بند دعوتِ یلغار دے رہا ہے تمہیں  
رگوں میں خونِ شہیداں لیے ہوئے اٹھو  
پکارتی ہے تمہیں آج وادیِ کشمیر!  
دلوں میں جوش کا طوفاں لیے ہوئے اٹھو  
تمہارے مدِ مقابل ہیں کفر کے لشکر!  
علیؑ کی قوتِ ایماں لیے ہوئے اٹھو  
تمہارے دین کی عظمت ہے چوٹ کھائے ہوئے  
جگر پہ داغِ نمایاں لیے ہوئے اٹھو  
اٹھو اور اٹھ کے زمانے کو اپنے زیرِ کرو  
یہ کام ایسا نہیں ہے کہ اس میں دیر کرو

احمد شاہ صاحب کے سفر حج کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر  
پیش کرنے کے لئے اپنی ایک نعت "حضور امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ  
انہیں لکھ کر دی اور ان کی وساطت سے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اپنی  
عقیدت و محبت کا نذرانہ اشعار میں پیش کیا ۔

میں ہر آستاں چھوڑ کر آگیا ہوں      مواجہ پہ با چشمِ تر آگیا ہوں  
رسالت پناہا ، نبوتِ کلہا ،      اک امید وارِ نظر آگیا ہوں  
محبت کے سکے عقیدت کی نقدی      یہی لے کے زادِ سفر آگیا ہوں  
مجھے لوگ کہتے ہیں مقبولِ احمد      اس ارماں اس امید پر آگیا ہوں  
یہ اشعار اردو زبان کے مطلعِ ادب پر ایک بھرتے ہوئے نوجوان شاعر کے  
جذبِ دروں، اُن کی طبیعت کے سوز و گداز اور سلامتی فکر کے آئینہ دار ہیں جو  
اُن کی آئندہ شاعری کی مستقل بنیاد بنے۔

اسی زمانہ میں "اُسوہِ شہیر" ، "کربلا کے بعد" ، "ذکرِ حسنین رضی اللہ  
عنہما" ، "انتم الاعلون" اور چند غزلیات مثلاً "وہ سزاوارِ پارسائی ہے" ، "وہ  
دل کہ دید سے تھا پریشانِ آرزو" ، "آرزو ہے کہ خاک ہو جاؤں" بھی گئیں۔  
ان نظموں اور غزلوں میں ہمیں نوجوان شاعر سید نفیس حُبِ وطن اور  
جوشِ جہاد کے جذبات سے سرشار اور اپنے اسلاف سے نسبی تعلق رکھنے پر

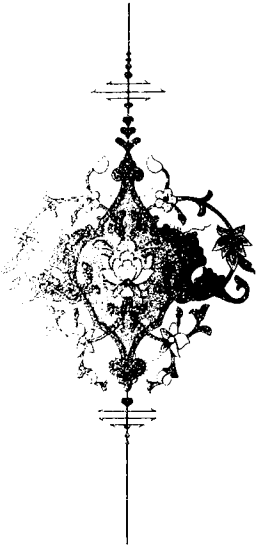


میں طبیعت تمام تر تصوف کی طرف مائل ہو گئی۔ میں تصوف میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کے شدید جذبے کے زیر اثر داخل ہوا۔ ان ہی کی محبت نے مجھے دین اسلام کا پر عزیزیت راستہ دکھایا اور طریقت کی طرف مائل کیا۔

اپنے اللہ کا صد شکر ادا کرتا ہوں  
جس نے وابستہ کیا دامنِ شبیر کے ساتھ

اپنے مورثِ اعلیٰ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عزیزیت، بے مثال قربانی، صبر و استقامت، اور علو شان کے مقابلے میں اپنی در ماندہ زندگی کے حالات سے شرمندہ ہو کر انفعالی کیفیت میں دیر تک آبدیدہ رہا کرتا تھا۔ اسی طرح میرے جد امجد حضرت خواجہ گیسو دراز سے فطری محبت کے باعث آپ کے نام ”محمد الحسینی“ کے جزو آخر نے بھی ترغیب دلائی چنانچہ اسی خاندانی نسبت کے زیر اثر نفیس کے ساتھ ”الحسینی“ لکھنا شروع کر دیا بالآخر عنایاتِ خداوندی نے شیخِ وقت قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر راہپوری قدس سرہ (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) کی خدمتِ مبارک میں پہنچا دیا۔ گویا سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت میرے راہِ سلوک و طریقت اختیار کرنے کا مقدمہ اور پیش خیمہ بنی۔“

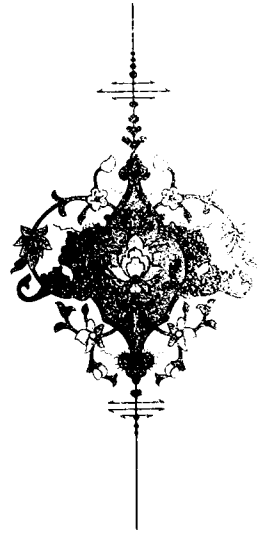
۱۹۵۲-۵۱ء ہی میں اپنے خاندان کے محترم بزرگ صوفی مقبول



نے برصغیر پاک و ہند کو اپنے قدمِ میمنت لزوم سے مشرف سے فرمایا۔  
 حضرت زید الجندی اپنے آبائے کرام کی سنتِ جہاد کے علمبردار تھے  
 آپ سرفروش مجاہدین کی ایک جماعت کے ہمراہ خراسان سے علمِ جہاد بلند کیے  
 ہوئے فتحِ دہلی کے لیے کسی بار تشریف لائے۔ ایک معرکہ عظیم میں  
 دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کی نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔ حضرت  
 خواجہ گیسودراڑ کے ملفوظات "جوامع الکلم" میں حضرت زید الجندی کا ذکر خیر  
 آیا ہے۔

حضرت زید الجندی کی شہادت کے بعد ان کی اولاد و احفاد اپنے وطن  
 خراسان ہی میں نشوونما پاتی رہی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس خاندان کے کوئی  
 بزرگ برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے بعض کا خیال ہے کہ حضرت خواجہ  
 گیسودراز قدس سرہ کے دادا بزرگوار سید علی الحسینی رحمہ اللہ ہرات سے  
 تشریف لائے اور دہلی میں فروکش ہوئے لیکن اس میں اشکال یہ ہے کہ حضرت  
 خواجہ گیسودراڑ کے والد گرامی سید یوسف "سید راجا" اور والدہ ماجدہ "بی بی  
 رانی" کے لقب سے معروف تھے غیر ملک سے آئے ہوئے کسی خاندان میں  
 مقامی عرفی نام اتنی جلد رائج نہیں ہو پاتے۔

حضرت زید الجندی کا مزار مبارک حضرت خواجہ گیسودراڑ کے زمانے



بے حد مسرور نظر آتے ہیں مگر اپنی ذات کو اُن اکابر سے نہایت درجہ فروتر سمجھتے ہیں سے

اللہ اللہ یہ حسب یہ نسب مرتضائی ہے مصطفائی ہے  
ننگِ اسلاف ہوں! معاذ اللہ توبہ توبہ! یہ بے وفائی ہے  
جو برائی ہے میری اپنی ہے اُن کا صدقہ ہے جو بھلائی ہے

### ارتقائے فکری و روحانی

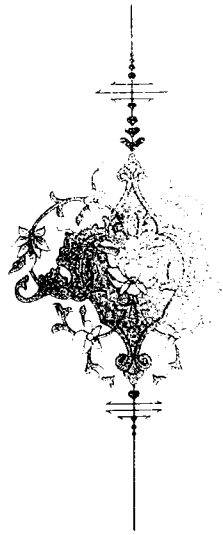
سید نفیس الحسینی کا گھرانہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آغاز ہی سے دینِ اسلام کی عالمگیر حقانیت اور اس کی روحانیت کے علم برداروں کا خاندان ہے۔ آپ کے جدِ امجد قطب الاقطاب خواجہ دکن حضرت سید محمد حسینی گیسودرار کا مزار مبارک گلبرگہ شریف (جنوبی ہندوستان) میں آج بھی مرجعِ خلافت ہے آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کے جانشین حضرت خواجہ نصیر الدین چراغِ دہلی کے روحانی فرزند اور خلیفہ اعظم ہیں۔

حضرت سید محمد حسینی رحمہ اللہ اور اپنے خاندانی پس منظر کے بارے میں سید نفیس اپنی تالیف ”شما تم سید محمد گیسودرار“ میں فرماتے ہیں۔ ”آپ کا خاندان عالیشان مدینہ منورہ سے عراق اور پھر عراق سے خراسان منتقل ہوا۔ آپ کے آباؤ اجداد میں حضرت سید ابو الحسن زید الجندی پہلے بزرگ میں جنہوں

عبدالقادر راڻپوري نورالله مرقدہ کی خدمتِ بابرکت میں پہنچا دیا۔“  
**درٔ پيرِ مغال پر**

حضرت راڻپوري رحمہ اللہ کی پہلی زیارت ۱۳۷۵ھ (۱۹۵۶ء) میں ہوئی، دوسری اگلے ہی سال ۱۱ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ (مطابق ۴ دسمبر ۱۹۵۷ء) کو ہوئی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر راڻپوري رحمہ اللہ مزنگ چوکنگی لاہور میں صوفی عبدالحمید صاحب کے بنگلہ میں قیام فرماتے ایک زبردست کشش اور جذبہ صادق انہیں گوہر مقصود تک لے گیا اور یہ حضرت راڻپوري رحمہ اللہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہو گئے۔ آپ نے انہیں سلیم الفطرت، باصلاحیت و با استعداد سالکِ راہِ طریقت پا کر عمربا ایک سال کے عرصہ میں نعمتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ایک بار حضرت راڻپوري رحمہ اللہ نے سیدِ نفیس سے دریافت فرمایا: ”شعر کا ذوق بھی ہے؟“ انہوں نے عرض کیا ”حضرت بہت زیادہ ذوق و شوق ہے“ حضرت راڻپوري نے فرمایا ”جب کسی کی شادی ہوتی ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ خوب رونق اور چہل پہل ہو مگر جب وصال کا لمحہ پہنچتا ہے تو اپنے اور محبوب کے درمیان کسی غیر کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔“ سید نفیس نے اپنے ذوقِ شعر گوئی کے بارے میں فرمایا، ”مرشدی و مولائی حضرت



تک معروف تھا البتہ آج کل اس کے صحیح آثار دریافت طلب ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔“

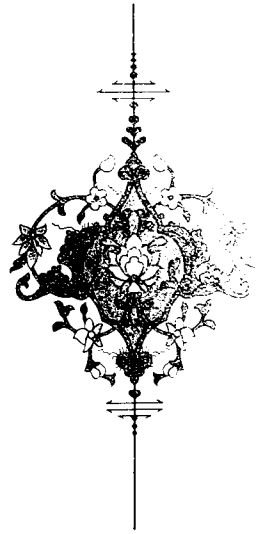
سید نفیس کے نانا حضرت عبدالغنی شاہ رحمہ اللہ (م ۱۳۵۹ھ) سلسلہ قادریہ نقشبندیہ کے باکرامت شیخ تھے۔ اس لئے سید نفیس کی فطرت کا خمیر ہی شریعت، روحانیت، نفاست اور محبت کے عناصرِ اربعہ سے گوندا گیا ہے۔ طبیعت چونکہ فطرۃً تصوف کی طرف مائل تھی اور اللہ نے ذوقِ جمالیات کے ساتھ حساس و درد مند دل کی نعمت سے نوازا تھا اس لئے مرشدِ کامل تک پہنچنے کے لئے اضطراب و تشنگی روز بروز بڑھتی ہی رہی۔ آپ اپنے ایک مضمون ”سیرِ گلبرگہ“ میں اس زمانے کی کیفیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

”ادھر ایک عرصہ سے میرے دل کا یہ حال تھا کہ اندر ہی اندر خدا طلبی کی آگ سلگ رہی تھی، بزرگوں کے تذکرے اکثر میرے زیرِ مطالعہ رہتے تھے۔ اس طرح اپنے اس ذوق کو تسکین دیتا رہا، لیکن یہ پیاس کتابوں سے کہاں بجھنے والی تھی بلکہ یہ تو کسی ”پیرِ مغان“ کے انتظار میں تھی جو صراحیِ دل سے کچھ اس طرح پلاے کہ ہونٹوں کو خبر تک نہ ہو اور پیمانہ قلب لبریز ہو جائے۔ آخر کار مشیتِ خداوندی نے مرشد المشائخ، قطب الارشاد، حضرت اقدس مولانا شاہ

حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی اور قطب الارشاد حضرت شاہ عبد القادر راپوری رحمہ اللہ کے اوصاف حمیدہ کا طواف کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور شاعر کی زبان ان عظیم ہستیوں کی محبت میں نعمہ زن ہے۔ سید نفیس کو اپنے مرشد روحانی شاہ عبد القادر راپوری سے انتہائی گہرا عشق ہے۔ سید نفیس الحسینی بلاشبہ شیخ زمانہ ہیں، ان کی مجلس میں معارف و حکم سے مستفیض ہونے والوں کو علم ہے کہ وہ تصوف و طریقت کے آداب و اشغال اپنے شیخ ہی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں اور منازل سلوک بھی مریدان باصفا کو انہی کے انداز تربیت میں طے کراتے ہیں۔ عموماً انہی کے ملفوظات روایت کرتے ہیں اس لئے اپنے کلام منظوم میں بھی سید نفیس نے اپنے مرشد روحانی سے والہانہ محبت و عقیدت کے جذبات اور آپ کی دلائل شخصیت کو اپنے اشعار کی زینت بنایا ہے:

زابدِ خود پسند کیا جانے      وقت کا با یزید ہے ساقی  
اللہ اللہ! فریدِ ثانی ہے      یعنی فردِ فرید ہے ساقی  
لوگ بھتے ہیں جسکو شاہِ نفیس      تیرا ادنیٰ مرید ہے ساقی

انہی کے بارے میں ایک اور نظم ”تصور“ میں فرماتے ہیں:  
وہ فرخندہ جبیں مسند نشین ہے      دلوں کی سلطنت زیرِ نگین ہے





زید لطفہ

محب مخلص جنتی، نیر محمد اقبال مجددی

برگ گل ہست از میخان نقیس

سید نفیس حسینی

عسری



۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ



راپوری رحمہ اللہ کے اس بلیغ جملہ میں اک جہانِ معنی پوشیدہ تھا۔ یہ عارفانہ جملہ آپ کی زبانِ فیضِ ترجمان سے سننے کے بعد سے میری ذہنی کیفیت ہی بدل گئی، طبیعت میں وہ پہلے سا جوش و خروش نہ رہا، چنانچہ کبھی کبھی کوئی شعر ہوتا تھا۔ اب شعر گوئی کا ”ذوق“ تو باقی رہ گیا ہے مگر ”شوق“ بالکل جاتا رہا، اور شاذ ہی کوئی نعت یا نظم موزوں ہوتی ہے۔“

اپنے شیخِ طریقت کے سایہِ محبت و عافیت میں ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء کا درمیانی عرصہ سید نفیس کی روحانی تربیت اور مدارجِ سلوک کا زمانہ ہے چنانچہ اس دوران میں انہوں نے شعر گوئی کی جانب زیادہ توجہ نہ فرمائی۔ اس تبدیلیِ مزاج کے بعد سید نفیس کی شاعری کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ نے روایتی غزل کی بجائے نظم کہنے کی طرف خود کو مائل پایا۔ آئندہ زمانے کی غزلیں بھی نظم یا نعت کا رنگ اور مزاج لئے ہوئے ہیں پیشِ نظر مجموعہ کلام بیشتر اسی مزاج اور ذوق کی صدائے بازگشت ہے۔

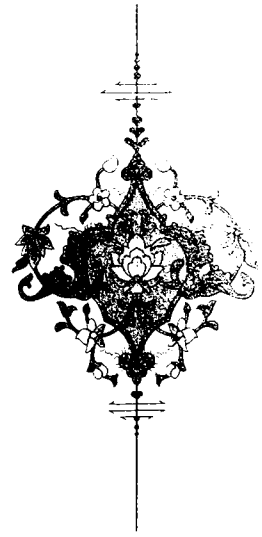
۱۹۵۸ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیانی عرصہ میں بہت سی خوبصورت نظمیں کھی گئیں۔ اپنے شعری محاسن، ندرتِ خیال اور بلندیِ فکر کے لحاظ سے یہ منظومات اعلیٰ معیار کی حامل ہیں۔ ان میں شاعر کا رہوارِ فکر ان کی آسیدیل شخصیات مثلاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت خواجہ گیسو دراز رحمہ اللہ،

تجھ سا دیکھا نہ تجھ سا پایا اُتر، دکھن ، پورب ، پچھم  
 آہ ترا اندازِ محبت عشق میں شعلہ، حسن میں شبنم  
 آہ نفیس زار کی حالت بیکل بیکل بے دم بے دم  
 سینہ بریاں ، دیدہ گریاں آہ کہ اب کس حال میں ہیں ہم  
 آہ کہ تجھ بن چین نہیں ہے یاد ہے تیری پیسم پیسم

پروفیسر غلام نظام الدین صاحب (م ۱۹۹۹ء) نے اپنے ایک  
 مضمون میں سید نفیس کی دل آویز شخصیت، فن اور اس ”نظم رثا“ پر بہت  
 جامع، خوبصورت اور فاضلانہ تبصرہ کیا ہے۔ مناسب ہے کہ اس مضمون سے کچھ  
 سطور یہاں نقل کر دی جائیں:

”اُن کی ایک نظم رثا جو انہوں نے اپنے پیر و مُرشد حضرت مولانا  
 عبدالقادر راہپوری کے وصال (۱۹۶۲ء) پر لکھی اور لاہور کے ایک رسالہ میں  
 چھپی، میری نظر سے گزری ہے۔

شاہ صاحب نے مرثیہ کی بحر کے انتخاب میں فنی خوش سلیقگی کا عمدہ  
 مظاہرہ کیا ہے۔ نظم کی پوری فضا میں ٹھہراؤ اور حزن انگیز سکون نظر آتا ہے۔  
 چھوٹی بحر میں مصوّت بلند (حروف علت ا، و، ی) کے بکثرت استعمال سے  
 اشعار میں ایک فریاد کی لے پیدا ہو گئی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک



بڑا فیاض ہے وہ شاہِ خوباں کشادہ دل کشادہ آستیں ہے  
ایک اور غزل کے اشعار میں:

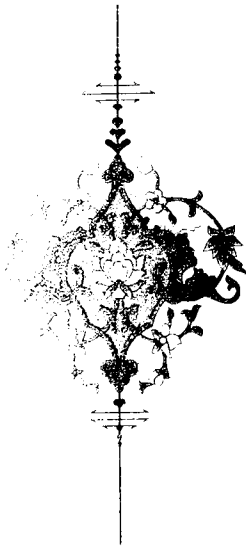
ساقی! تری نظر پہ مری زندگی نثار تیرے فیوضِ رُکشِ پنجاب ہو گئے  
ضرب المثل تھیں جن کی بلانوشیاں نفیس ساقی کے دُرِّ جام سے سیراب ہو گئے

### شیخِ طریقت کا وصال

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس اللہ سرہ کا وصال لاہور میں  
۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/۱۶ اگست ۱۹۶۲ء کو ہوا۔

سیدِ نفیس جیسے حساس و درد مند شاعر اور مرشدِ روحانی کے عشق میں سر  
تا پا غرقِ سالکِ راہِ طریقت کے لئے اپنے شیخ کے وصال کا صدمہ برداشت کرنا  
ایک مشکل مرحلہ تھا جسے انہوں نے اپنی غیر معمولی ہمت اور صبر سے طے کیا۔  
اس حادثہٴ جاں کاہ پر کئی گئی نظم ”آہِ قطب الارشادِ گذشت“ ایک تاریخی نظم  
اور جذباتِ غم سے بھرپور بہت عمدہ مرثیہ ہے۔ چھوٹی بحر کی اس مترنم نظم  
کو پڑھتے ہوئے بار بار یہ تاثر ابھرتا ہے کہ ایک عاشقِ صادقِ عالمِ تنہائی میں  
اپنے محبوب کے بجز و فراق میں گیلی لکڑھی کی طرح دھیرے دھیرے سلگ رہا  
ہے اور قطراتِ اشک ٹپ ٹپ کر رہے ہیں:

اے غمِ جاناں! اے غمِ جانم! دل ہے پُر حُوں، آنکھیں پُر نم



پوری طرح جلوہ نما ہے

عسکری اصحابِ مقدس لشکریٰ پینمبرِ خاتم

نورِ شریعت، فیضِ طریقت جاری ساری باہم باہم

سوزِ مروت لفظ لفظ دردِ محبت پیہم پیہم

صنائع بدائع لفظی و معنوی اور سجع کا استعمال اس خوبی سے ہوا ہے کہ

یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاعر نے دانستہ یہ وسائل اختیار نہیں کئے بلکہ کلام میں

محسنت یونہی بے خودی کے عالم میں دُزدیدہ در آئے ہیں۔

فانی فی اللہ، باقی باللہ ختم انہی پر ان کا عالم

جامعِ سنت، قاصدِ بدعت ناسبِ حضرتِ فخرِ دو عالم

ذکر کی دنیا، سُنی سُنی فکر کا عالم درہم برہم

دنیا دنیا، عقبے عقبے عالم عالم، تیرا ماتم

تجھ سانہ دیکھا، تجھ سانہ پایا اُتر، دکھن، پورب، پچھم ”

ایک اور معرکہ آرا نظم

آپ کی بہترین نظموں میں سے ایک نظم ” بر مرزا قطب

الارشاد“ ہے سید نفیس ۱۹۷۰ء میں ہندوستان گئے تو اپنے سلسلہ طریقت کے



درد بھرادل ایک سوزناک آہ کھینچ کر سولحت ہو گیا ہے اور ہر لخت سے غم و الم  
کا لاوا اڈا چلا آتا ہے:

اے غمِ جاناں، اے غمِ جانم  
دل بے پُرخوں، سُنکھیں پر نم

بعض اشعار میں اندیشہ و خیال کی وسیع دنیا میں ایک شگفتہ اور برجستہ  
اختصار میں سمٹ آئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ایک صراحت اور تابناک چکا چوند بھی  
پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے اشعار میں افعال کا استعمال کم ہے۔ لفظوں کے تکرار اور  
اطلا کی علامت ”واو“ (=کاما) کو افعال کا قائم مقام ٹھہرایا ہے، مثلاً،

اللہ اللہ! اُن کا عالم	عشق سراپا، حُسن مجسم
قطبِ زمانہ، غوثِ یگانہ	رشکِ جنید و شبلی و ادبم
لاکھوں دلبر لیکن پھر بھی	تیرا عالم، تیرا عالم
حسنِ تکلم، رنگِ تبسم	غم کا مداوا، زخم کا مرہم
گاہ اشارہ، گاہ کنایہ	مجمل مجمل، مبہم مبہم

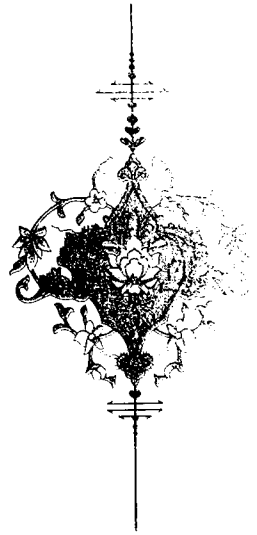
مختصر بحر کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے، بعض اوقات حذفِ افعال  
سے اشعار میں ایک ترکیبی صورت پیدا ہو گئی ہے، لیکن اس کے باوجود لہجہ  
”فارسیّت“ سے گرانبار نہیں ہو۔ اور اس میں اردو کی چاشنی اور لطفِ عدو بت

یہاں قدسیوں کا نزول ہے ، یہ دلیلِ حسنِ قبول ہے  
 یہاں سو رہا ہے وہ نازِ نبی جو نبی کا عاشقِ زار ہے  
 یہ جنوں کا محملِ شوق ہے، یہ نظر کی منزلِ شوق ہے  
 مرا عشقِ حاصلِ شوق ہے، مرا عشقِ اس پہ نثار ہے  
 کوئی نکتہ چیں ہو ، ہوا کرے ، مگر اے نگاہِ کمالِ ہیں  
 ذرا کر کے دیکھ مشاہدہ ، یہاں نور ہے وہاں نار ہے

### فکرو فن کا اوجِ لازوال

سید نفیسؒ کا جذبِ دروں اب ان کی شاعری میں اپنے عروج پر نظر آتا  
 ہے۔ انہیں اہلِ خرد کی نسبت اہلِ جنوں کی مجالس زیادہ پسند آنے لگی ہیں۔  
 رہتا ہے نفیسؒ ان دنوں اربابِ جنوں میں  
 دیوانہ ہے، رسوائیِ اجداد کرے ہے!

مگر ان کی اس دیوانگی پر ہزار فرزانگیِ قربان کہ وہ ”اربابِ جنوں“ جن  
 کی صحبت سید نفیسؒ کو حاصل رہی وہ ہماری دنیا کے فاتر العقل اور مادہ پرستی کی  
 زنجیروں میں جکڑے ذہنی مریض نہیں ہیں یہ تو وہ خدامتِ عشاق ہیں جو اس  
 مادہ پرست دنیا اور اہلِ ہوس کو ٹھوکر مار کر بادہِ عشقِ الہی کے اور ہی طرح کے



ایک عظیم نورانی ستون قطب الارشاد، مجدد العصر، مولانا رشید احمد محدث لنگوہی قدس اللہ سرہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ یہ نظم اسی کیفیتِ حضوری کی یادگار ہے۔ جذبات و خیالات، فکر و فن اور محاسنِ شعری کے اعتبار سے یہ ان کی نمائندہ نظموں کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے، اس نظم میں ان کے فکر و آگہی کی جولانی، جوش و ہوش کا حسین امتزاج، قدرتِ کلام اور فنی چابکدستی اپنے عروج پر نظر آتے ہیں۔ تراکیب کی چست بندش، ہر مصرع میں نغمگی، لطیف کنایوں اور خوبصورت گاتی لہرائی بھرنے اس نذرانہ عقیدت کو ایک شاہ کار نظم بنا دیا ہے۔ اس نظم کے بارے میں سید نفیس سے کمترین مرتب نے یہ عرض کیا کہ یہ نظم آپ کی نمائندہ شعری تخلیقات میں شمار کی جاسکتی ہے تو سید موصوف نے بالکل بجا فرمایا۔ ”کیوں نہیں۔ اس نظم میں تذکرہ جمیل اور اس کی کیفیات بھی تو اس عظیم الشان شخصیت کا فیض ہیں جن کے ہم خود نمائندہ ہیں۔“

”برمزارِ قطب الارشاد“ کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے اور اس خوبصورت نظم کی موسیقیت، شکوہ الفاظ اور رمزیت سے لطف اندوز ہوئیے:-

یہاں اک نگار ہے خیمہ زن، یہ حریمِ حسنِ نگار ہے  
یہاں محوِ جلوہ سردی وہ ہزار رشکِ بہار ہے



ہے۔ اس خوبصورت غزل کا عنوان اگر ”ساقی“ بھی لکھ دیا جائے تو شاید

مضائق نہ ہوتے

آج روزِ سعید ہے ساقی لاصبوحی کہ عید ہے ساقی  
دوستوں کا فراق لائی ہے عید غم کی نوید ہے ساقی  
رُوئے جانان کو ڈھونڈتی ہے نگاہ حسرتِ باز دید ہے ساقی  
مے کشانِ الست وجد میں ہیں شور ”ہل من مزید“ ہے ساقی  
”نحن اقرب الیہ“ کی دُھن پر رقصِ ”جبل الورید“ ہے ساقی  
عہدِ حاضر میں اہلِ حق کا امام سید احمد شہید ہے ساقی  
صبحِ نو کی شفق کو غور سے دیکھ رنگِ خونِ شہید ہے ساقی

۱۹۶۴ء میں فارسی زبان اور چھوٹی بھر میں کھی گئی ایک اور قابلِ ذکر

نظم ”اے رونقِ بزمِ چشتیائی“ ”بمضور خواجہ گیسودراز رحمہ اللہ“ ہے۔ یہ

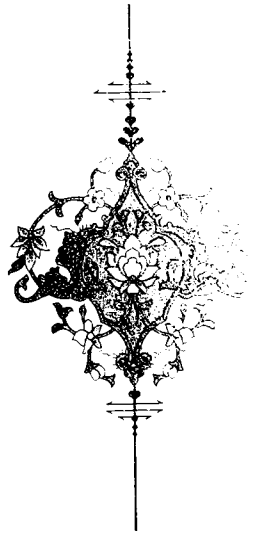
سید نفیس کا اپنے جدِ اعلیٰ کی خدمتِ عالی میں نذرانہ عقیدت و اخلاص ہی نہیں

بلکہ آپ کی سیرت اور کمالات کا جامع ترین اعتراف و اظہار بھی ہے۔ بقول

سید نفیس ”حضرت خواجہ گیسودراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ ایک پہاڑ

کی چوٹی پر ہیں، میں بچہ ہوں، حضرت کی انگشت تھامے ہوئے چل رہا ہوں۔

یکبار کہ باریاب کر دی ہم بارِ دگر کرم نمائی“



تھے سے محمور ہیں سے

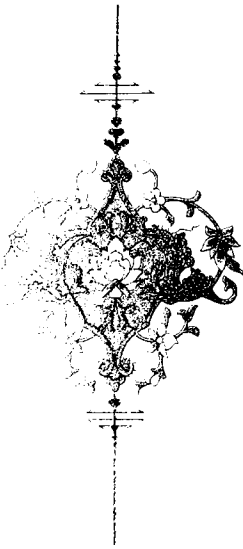
باں گروہ کہ از ساغرِ وفا مستند  
سلام ما برسانید ہر کجا بستند

اس زمانے کی غزلیں اور نظمیں سیدِ نفیس کے فکرِ سلیم، ذوقِ نظر اور  
ہمتِ بلند کی آئینہ دار ہیں ان کے خیال میں اگرچہ گردشِ حالات نے ان کی  
فطری صلاحیتوں کو بہت متاثر کیا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ فنِ خطاطی، روحانی  
منازل اور شعر و ادب کے میدان میں وہ ترقی کے مراحل نہایت سرعت سے  
طے کر رہے ہیں اور عالمِ جوشِ جنوں میں ”رندِ بادہِ است“ کے منہ سے بعض  
باتیں ایسی نکل جاتی ہیں جنہیں سن کر اربابِ ہوش حیران سے ہو جاتے ہیں سے

فکرِ سلیم، ذوقِ نظر، ہمتِ بلند  
ہر چیز نذرِ گردشِ حالات ہو گئی  
اربابِ ہوش اپنا سامنہ لے کے رہ گئے  
جوشِ جنوں میں مجھ سے کوئی بات ہو گئی

۱۳۹۳ھ (۱۹۷۳ء) میں عید الفطر کے روز کھی گئی ایک غزل اپنی

ظاہری ہیئت کے اعتبار سے غزل ہو تو ہو مگر اپنی وحدتِ خیال و جذبات اور  
دو قطعہ بند کی موجودگی میں اردو زبان کی جدید نظم کے زمرہ میں شمار کی جاسکتی

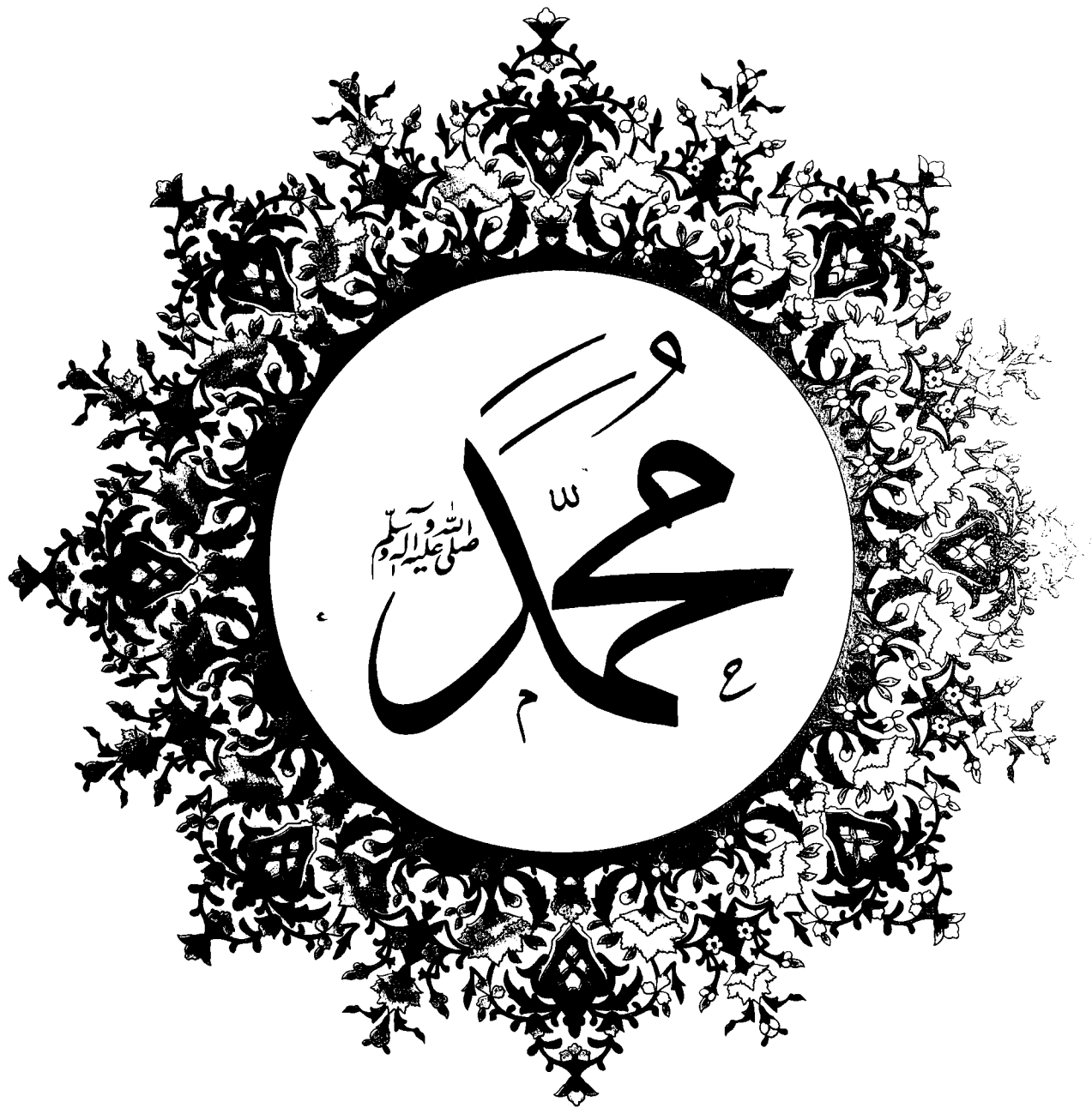


اور وہ زیادہ تر نعت کہنے لگے۔ اس ارتقائے فکری و فنی میں ان کی نسبت روحانی کی علاوہ خاندانی اور نسبی تعلق کا بھی کافی دخل ہے۔ انہیں اپنی عالیٰ نسبی پر کوئی فخر نہیں بلکہ بقول خود ”اپنے اجداد عظام کے کارہائے نمایاں، علمی اور دینی خدمات اور ان کے روشن اور مصفا کردار کے مقابلے میں اپنی بے بضاعتی اور کوتاہی پر ایک طرح کا احساسِ ندامت مضطرب کئے رکھتا ہے“ دوسری طرف وہ حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق پر اللہ تعالیٰ کے اس انعام و احسانِ عظیم کے ہمہ وقت شکر گزار رہتے ہیں۔

قراہت با تو شد اعزازِ اُمت . بحمد اللہ من درویش دارم

حضور نبی اکرم ﷺ کے دامنِ عترت و رحمت سے وابستہ ہونے اور اُمتِ مسلمہ پر آپ کے عظیم احسانات کا احساس و اعتراف انہیں مدحتِ خواجہ دو جہاں پر راغب کرتا ہے وہ اپنی صلاحیتوں اور کمالِ بصر کو حضورِ اقدس ﷺ کا صدقہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عنفوانِ شباب سے پیرانہ سالی کی منزلِ تقدس و عظمت تک ان کی زبانِ حق ترجمانِ حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت میں رطبُ اللسان اور آپ کی شانِ عالیٰ کی ہمیشہ مدح سمرار ہی ہے۔ سیدِ نفیس کا نعتیہ کلام پڑھ کر ان کے جذباتِ عقیدت کے خلوص اور گہرائی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ دورِ حاضر کے شعراء کی روایت اور تقلیدِ محض میں نعت نہیں کہتے بلکہ

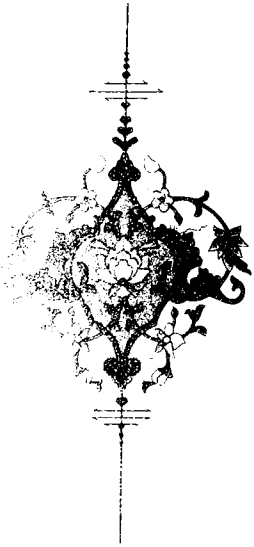




## نفائس النبی ﷺ : نعتیہ کلام

حضرت سید نفیس راوی ہیں کہ حضرت شاہ عبدالقادر راہپوری رحمہ اللہ نے اپنی ایک مجلس میں فرمایا تھا۔ ”عشق مجازی تو عشق شیخ کا نام ہے اور جس کو لوگ عشق مجازی سمجھتے ہیں وہ تو مہلک ہے۔“

۱۹۷۰ء کے بعد سید نفیس کی شاعری کا وہ دور شروع ہوتا ہے جس میں طریقت کا یہ سالک مجذوب اپنے عشق مجازی میں ”فنائی الشیخ“ سے اگلے مرحلے یعنی ”فنائی الرسول“ کے مقام میں رسوخ حاصل کرچکا ہے۔ اب شاعری میں اُن کے افکار و خیالات کا دھارا اُن کی راہ سلوک کے ساتھ ساتھ بہتا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کی شاعری کو طریقت و سلوک اور اُن کے محوسات کے اظہار سے جدا کرنا مشکل ہے۔ جدید ادبی اصطلاح میں کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی سائیکی میں سب سے شدید جذبہ جناب رسالت مآب ﷺ سے عشق ہے جس کے شاعرانہ اظہار کو انہوں نے ”نفائس النبی ﷺ“ کا نام دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاعری کے بارے میں ان کے شیخ طریقت کے فرمودہ لطیف و بلیغ اشارہ نے، جس کا تذکرہ ہم گذشتہ صفحات میں کر آئے ہیں، غزل اور دیگر اصناف سخن میں سید نفیس کی شعر گوئی اور ان کی طبیعت کی جولانی کے شعلہ جوالا کو دھیمہ کر دیا مگر جگر کی یہ آگ بجھنے کی بجائے نعت گوئی کے میدان میں بھڑک اٹھی

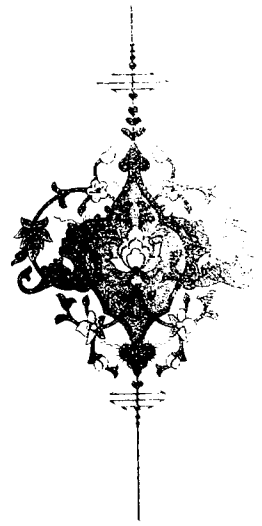


کھمکشاں صَو ترے سر مدی تاج کی، زلفِ تاباں حسین رات معراج کی  
 لیلۃ القدر تیری منورِ جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 اس نعت شریف کے بارے میں سیدِ نفیس نے بتایا کہ وہ حضورِ اقدس  
 نبی مکرم ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری میں یہ ہدیہ عقیدت بادیدہ نم پیش  
 فرماتے رہے ہیں۔

عشق و محبتِ رسولِ محترم ﷺ میں ڈوبے یہ ”نفاسِ النبی ﷺ“  
 سن کر کون سنگِ دل ہو گا جو گزار اور بے چین نہ ہو جائے اور شاعر کے اسی  
 جذبہ محبت سے سرشار ہو کر دھڑکتے دل اور کپکپاتے ہونٹوں سے یہ اشعار نہ  
 گننانے لگے

عطا قدموں میں ہو دائمِ حضوری ، یارسول اللہ (ﷺ)  
 بے اب ناقابلِ برداشتِ دوری ، یارسول اللہ  
 اجازت ہو تو کچھ چشمانِ تر سے بھی بیاں کر لوں  
 ابھی ہے داستانِ غم ادھوری ، یارسول اللہ  
 دمِ رخصتِ نفیس اشکوں سے تر ہے ، رحم فرماؤ  
 خدارا اک جھلکِ بلکی سی، نوری ، یارسول اللہ (ﷺ)

سیدِ نفیس کے انکسار کا عالم یہ ہے کہ اس ”درِ بارِ درِ نبوی ﷺ میں



ان کے نعتیہ اشعار عقیدت کی سچائی، خلوص کی گہرائی اور جذبات کی شدت سے بھرپور نظر آتے ہیں۔ وہ اپنے قاری کو اسی جذبہ عشق و محبت اور ادب و احترام رسول اکرم ﷺ سے سرشار کر دیتے ہیں جو خود ان کے رگ و ریشے میں رواں دواں ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار پڑھتے ہوئے ہماری آنکھیں فرطِ عقیدت و محبتِ رسول اللہ ﷺ سے ہر بار نم ناک ہو جاتی ہیں۔

۱۹۸۳ء میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری کے موقع پر بے پایاں کیفیت و سرور کے عالم میں کچھ گئے ان کی نعت ”سرپائے اقدس“ کے یہ شعار ملاحظہ فرمائیے، مجھے یقین ہے کہ آپ کی آنکھیں بھی ضرور پُر نم ہو جائیں گی۔

اے رسولِ امیں، خاتم المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 بے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 اے براہمیسی و باشمی خوش لقب، اے تُو عالی نسب، اے تُو والا حسب  
 دود مانِ قریشی کے دَرِ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی  
 تیرے انفاس میں خُلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

ختم المرسلین کو ”مکِ ختام“ سے تشبیہ دیتے ہیں ۵

مہ جبیں لاکھ سی شہرہٴ آفاق مگر  
اُن کے حلقے میں ہے تو ماہِ تمام اے ساقی  
نازنین ایک سے اک بڑھ کے جہاں میں آئے  
بے تری ذات مگر مکِ ختام اے ساقی  
بتقاضے بشری اپنی کوتاہوں کے احساس کے ساتھ وہ شافعِ محشر کی  
بارگاہ میں عرض کرتے ہیں ۵

یہ التجا ہے کہ روزِ محشر گناہگاروں پہ بھی نظر ہو  
شفیعِ اُمت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے  
سوز و گداز سے بھر پور ایک اور نعت شریف ”لاکھوں سلام“ میں  
حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں بدیہٴ سلام یوں پیش فرما رہے ہیں ۵

رُوکشِ حسنِ یوسف ہے جس کا جمال  
اُس نگارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
جس کے دو پھول پیارے حسنؑ اور حسینؑ  
شاخسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام





شرفِ باریابی پانے کے باوجود وہ خود کو اس بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں  
حاضری کے قابل نہیں سمجھتے ۛ

بارگاہِ سیدِ کونین میں آکر نفیس  
سوچتا ہوں کیسے آیا، میں تو اس قابل نہ تھا،

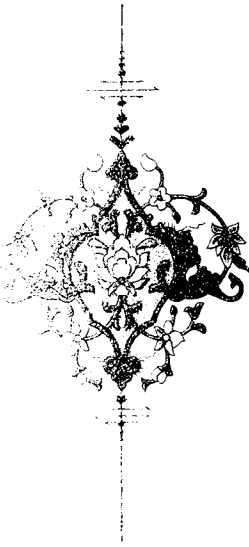
اپنی نظم ”محضورِ ساقی کو ﷺ“ میں حضورِ اقدس ﷺ کی خدمتِ  
عالی میں ”ان کے در کا غلام ابنِ غلام“ سید نفیس ”ان گنت درود و سلام“ کا  
بدیہ پیش کرنے کے بعد اپنا ”غمِ دل“ یوں عرض کرتا ہے ۛ

خوار ہے عالمِ اسلامِ نصاریٰ کے تے  
آج اُمت کا دگرگوں ہے نظامِ اے ساقی

وہ اپنی تہی دامنسی کے شدید احساس اور اپنی زیت کی دھلتی شام کے  
پیش نظر حضورِ شافعِ محشر کی شفاعت کو اپنا سرمایہ اور آخرت کے لئے زادِ سفر  
سمجھتے ہیں ۛ

ایک امیدِ شفاعت ہے فقط زادِ سفر  
جس سے ہمت سی ہے کچھ کام بہ کام اے ساقی

خاتم الانبیاء ﷺ بلاشبہ ”ماہِ تمام“ ہیں سید نفیس آپ ﷺ کی ذاتِ



”فنا فی الرسول“ کی منزل کا یہ عارفِ با تمکینِ اک خاص مقام پر عالمِ  
بے خودی میں پکار اٹھتا ہے ۛ

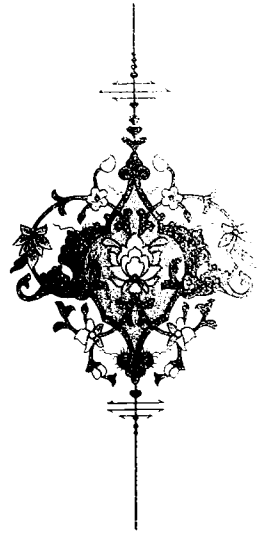
ہاں، نقشِ پائے ختمِ رُسلِ میرا تخت ہے  
اور سر کا تاجِ خاکِ نعالِ رسول ﷺ ہے،

سیدِ نفیسِ اپنی تمام علمی فکری اور فنی صلاحیتوں کو حضرت محمد  
مصطفیٰ ﷺ کی نگاہِ کرم کا صدقہ سمجھ کر دل سے اس کا اعتراف و اظہار  
فرماتے ہیں ۛ

مِرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، مِرے ہنر پر ہے اُن کا سایہ  
حضورِ خواجہ مِرے قلم کا مِرے ہنر کا سلام پہنچے

مناقبِ اصحابِ و اولادِ نبی ﷺ

سیدِ نفیسِ محترم کو جہاں نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے غایت  
درجہ عشق ہے وہاں اس سعادت کے ثمرہ میں انہیں جملہ اصحابِ نبی ﷺ اور  
آپ ﷺ کے اہلِ بیتِ اطہار کی محبت بھی مبداءِ فیض سے بے پایاں ملی  
ہے۔ انہوں نے اپنے اشعار میں نعتِ نبی ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام اور اہل



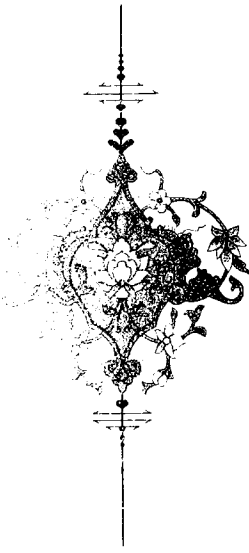
اس طویل نعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ سے اظہار عقیدت و محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو نمایاں کئے گئے ہیں۔ اس کے اشعار میں حضور ﷺ کی خدمت میں نذرانہ درود و سلام پیش کرنے کے بعد بالترتیب جبریل امین علیہ السلام، کعبۃ اللہ، براقِ نبوی ﷺ، بدر و احد، خلفائے راشدین، حسنین کریمین، جملہ اصحابِ نبیؐ اور ساری اُمتِ محمدی کو نذرانہ سلام پیش کیا گیا ہے۔

ایک اور نعت میں سیدِ نفیس اُمتِ مسلمہ اور تمام انسانیت کے دکھوں کا مداوا حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہی کو سمجھتے ہوئے آپ ﷺ ہی کی جانب نظریں لگائے ہوئے ہیں۔

خیال فرما کہ چشمِ عالم تری ہی جانب لگی ہوئی ہے  
نگاہ فرما کہ ساری اُمت کی میٹھی چابیں ترس رہی ہیں

یہاں فکرو خیال کی ایک حساس اور ناقدانہ لہر سید صاحب کو اپنے  
زمانے کے خانقہ سلسلوں کی بے رونق پر بھی افسردہ دل کر دیتی ہے۔

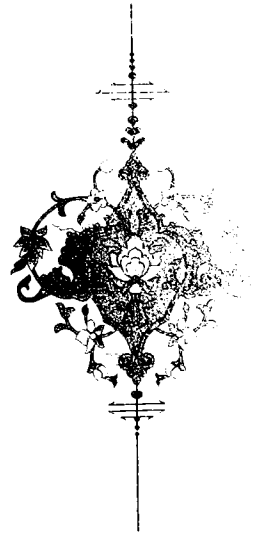
نفیس کیسا یہ وقت آیا سلوک و احسان کے سلسلوں پر  
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں



کے پیش نظر اپنے محسن و مرہبی، مرشد و استاذ اور ملجاء و ماویٰ کے حکم سے سرتابی کی ہمت بھی نہیں پڑتی۔ اس خاکسار نے آپ سے دیرینہ و نیاز مندانہ تعلقِ خاطر کی بنا پر اپنے ادبی ذوق کی تسکین کے لئے آپ کی شخصیت کے ادبی پہلو اور ذوقِ شعر گوئی پر کچھ یادداشتیں لکھ رکھی تھیں وہی آپ کے حکم کی بجا آوری میں معاون ہوئیں چنانچہ آپ کے ”خود منتخبہ“ کلام ”برگِ گل“ کی ترتیب، تدوین، تزئین اور طباعت کی تفویض کردہ ذمہ داری کے تقاضہ کے تحت یہ چند طالبِ علمانہ گزارشات پیش خدمت کی گئی ہیں۔

بلاشبہ جس طرح سید نفیس الحسینی کی جاذبِ روح و نظر شخصیت بذاتِ خود نفیس ہے اسی کی مانند آپ کا کلام منظوم بھی بے حد نفیس ہے۔ اور اس مجموعہ ”منتخبہ کلام نفیس“ کا عنوان بھی ”برگِ گل“ آپ ہی کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اگرچہ سید نفیس الحسینی کے ادبی مضامین و علمی مقالات، قلمی شہ پارے، اور ان کے ”جوامع الکلم“ ملفوظات بھی بے حد با معنی، موثر اور خوبصورت ہیں، ان میں کچھ تو اردو زبان کے ادبِ عالیہ میں شامل کئے جانے کے قابل ہیں لیکن فی الحال آپ کے مجتہدین و صاحبانِ ذوق کی تسکینِ طبع کے لئے آپ کے شاعرانہ کلام یا ”نفائس منظوم“ کا انتخاب پیش خدمت ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ کلام میں بیشتر منظومات زمانی ترتیب کے لحاظ سے پیش

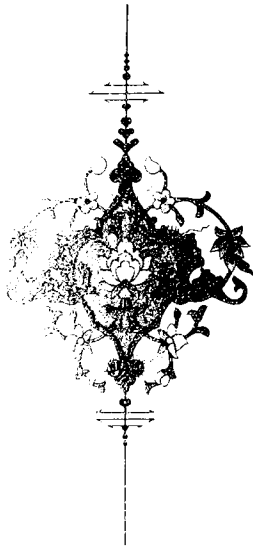


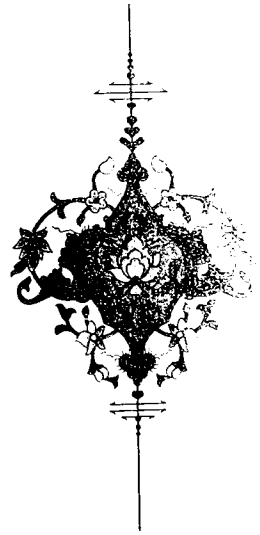
بیتِ عظام سے اپنی گہری محبت اور احترام کا کھلے دل سے اعتراف اور اظہار کیا ہے۔

جس قلب میں یارانِ نبی کی بو عقیدت کھلتے ہیں اسی قلب پہ اسرارِ مدینہ معمور صحابہ کی محبت سے رہے گا وہ سینہ کہ ہے مہبطِ انوارِ مدینہ وہ آلِ محمدؐ ہوں کہ اصحابِ محمدؐ ہیں زینتِ دربارِ دربارِ مدینہ آلِ اطہار کے صدقے ہو عطا اک ساغر اک پیالہ پیئے اصحابِ کرام اے ساقی حسنِ حسنؑ کو دیکھ، حسینؑ حسینؑ کو دیکھ دونوں میں جلوہ ریز جمالِ رسولؐ ہے بو بکرؑ ہوں، عمرؑ ہوں وہ عثمانؑ ہو یا علیؑ چاروں سے آشکار کمالِ رسولؐ ہے

### مرتب کا اعترافِ حقیقت

سیدی و مولائی، حضرت نفیس الحسینی شاہ صاحب (متع اللہ المسلمین بطول بقاہ) کی نفیس شخصیت اور ان کے کلامِ منظوم کے محاسن پر خامہ فرسائی اور تبصرہ نقادانِ فن اور ادبیات کے اساتذہ کرام ہی کا کام ہے اور یہ کام زیب بھی اُنہی کو دیتا۔ ناچیز مرتب سخنِ فہمی سے بے بہرہ اور اصولِ انتقاد سے نا آشنا ہو کر اس گستاخی کا مرتکب کیونکر ہو سکتا تھا؟ مگر ”الامر فوق الادب“

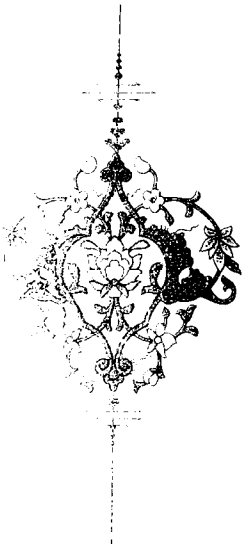




الذین

میرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ، میرے ہنر پر ہے اُن کا سایہ  
حضرت نوح علیہ السلام میرے قلم کا میرے ہنر کا سلام پہنچے

سید نفیس محسنی



کی گئی ہیں ماسوائے ”حمدِ باری“ کہ ہر کتاب کا آغاز اللہ تعالیٰ کے پاک نام اور اس کی تحمید و تمجید سے ہی ہونا چاہیے۔ علاوہ ازیں چند قطعاتِ تاریخی اور ”شجرہِ قمیصیہ قادریہ“ کے تکمیلی اشعار اپنی اہمیت کے لحاظ سے ترتیبِ زمانی کی بجائے نظموں کے بعد رکھے گئے ہیں۔ اس مجموعہ کی ترتیب میں ہر قدم پر جناب سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی کی خواہش اور مشورہ شامل رہا ہے۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں عاجزانہ التجاء مرتب ہے کہ اس خدیمِ بارگاہِ نفیس کی طالبِ علمانہ کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس بھلی بُری سعی کے اجر میں مجھے اور میرے والدین کریمین اور تمام برادرانِ طریقت کو آخرت میں جنابِ مرشدنا و سیدنا نفیس الحسینی مدظلہ العالی کی معیت میں حضورِ اقدس نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دیدار اور شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین

اظہارِ احمد گیلانی نفیسی قمیصی قادری

لاہور۔ ۵ مئی ۲۰۰۱ء





صبرِ جانکاه میرے دل میں ہے  
شکرِ باری مری زباں پر ہے  
شب کا پچھلا پہر ہے، اور نفیس  
آہ و زاری مری زباں پر ہے

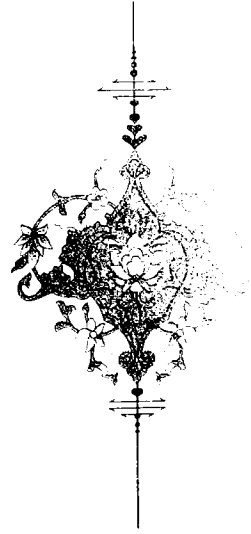


(صفر المظفر ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء)

دریا جو بہ رہا ہے، سبجان تیری قدرت!  
ہر قطرہ کہ رہا ہے، سبجان تیری قدرت!  
جو بار اٹھا سکے نہ، ارض و جبال و افلاک،  
انسان سہ رہا ہے، سبجان تیری قدرت!

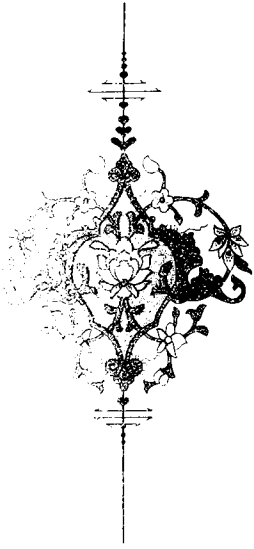


سکدو  
صفر المظفر ۱۴۱۷ھ



## حمدِ باری

حمدِ باری مری زباں پر ہے  
وَجَدِ طاری مری زباں پر ہے  
دَمِ بَدَمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
ذکرِ جاری مری زباں پر ہے  
ہے تصور میں روضۂ اطہر  
نعتِ پیاری مری زباں پر ہے  
نعتِ گوئی مرا شِعْر ہوتی  
کس نے واری مری زباں پر ہے؟  
ذکرِ پیاروں کا چار یاروں رض کا  
باری باری مری زباں پر ہے  
حرفِ مطلب ادا نہیں ہوتا  
عرضِ بھاری مری زباں پر ہے





نفسِ اَبی  
صلی اللہ علیہ وسلم



مَحَبَّت کے سِکے، عقیدت کی نقدی  
 یہی لے کے زادِ سفر آ گیا ہوں  
 مرے پاس تک آ سکے گی نہ دُنیا  
 قریب آپ کے اِس قدر آ گیا ہوں  
 مری زندگی ہو رہی ہے نچھاور  
 جو روضے پہ میں لمحہ بھر آ گیا ہوں  
 مجھے لوگ کہتے ہیں مقبولِ احمد  
 اِس ارماں اِس اُمید پر آ گیا ہوں

۵۲-۱۹۵۱ء

۱۔ سید نفیس الحسنی کے خاندان کے بزرگ عارف ربّانی صوفی سید شاہ مقبول احمد (م ۱۹۷۸ء) نے  
 ۱۹۶۳ء میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ الطہر پر پہلی حاضری کے وقت یہ نعت  
 پیش کی (مرتب)

## بِحْضُورِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ﷺ

میں ہر آستان چھوڑ کر آ گیا ہوں  
مُواجِبہ پہ با چشمِ تر آ گیا ہوں  
رسالت پناہا! نُبُوت کُلاہا!  
اِک اُمّیہ دواہِ نظر آ گیا ہوں  
زمانے نے روکا، مصائب نے ٹوکا  
زیارت کی خاطر مگر آ گیا ہوں  
مُجَبَّت کی شِدَّت مجھے کھینچ لائی  
عَقیدت کے پیشِ نظر آ گیا ہوں  
اِلٰی اَصْلِهِ يَرْجِعُ كُلُّ شَيْءٍ  
میں بھولا ہوا اپنے گھر آ گیا ہوں  
مِری راہ میں گرچہ حائل تھے دریا  
خُدا کی فِتم بے خَطَر آ گیا ہوں

دَمِ رخصتِ نفیس اشکوں سے تر ہے رحم فرماؤ  
خُدارا اک جھلک ہلکی سی، ٹوری، یا رسول اللہؐ

(صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وسلم)

پہلی حاضری: جمعرات یکم ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء

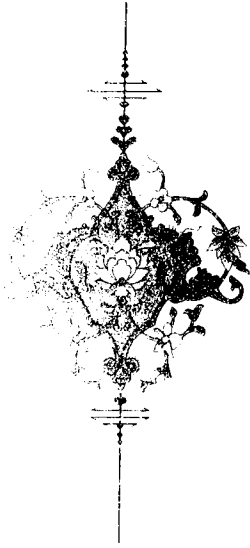
یہی بات کہنے کو جی چاہتا ہے  
مدینے میں رہنے کو جی چاہتا ہے



## یا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

یہ دراندہ مواجہ شریف پر حاضر خدمت اقدس ہوا تو فوراً ہی ایک شعر وارد ہو گیا۔ بعد میں تدریجاً مدینہ منورہ ہی میں اور شعر بھی ہو گئے آخری شعر رخصت کے وقت ہوا۔

عطا قدموں میں ہو دائمِ حضورِی ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 ہے اب ناقابلِ برداشتِ دُوری ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 عنایت ہو اگر اک لمحہ ، اپنی خاصِ خلوت کا  
 مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 اجازت ہو تو کچھ چشمانِ تر سے بھی بیاں کر لوں  
 ابھی ہے داستانِ غم اُدھوری ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 مری غایتِ تمنا ہے ، درِ اقدس کی درِ بانی  
 زہے عزّت ، اگر ہو جائے پوری ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ  
 مدینے ہی میں آ کر راحت و تسکین پاتی ہے  
 دلِ فرقتِ زدہ کی ناصبوری ، یا رَسُوْلَ اللّٰهِ





”سَدْرَةُ الْمُنْتَهَى“ رہگزر میں تری، ”قَابِ قَوْسَيْنِ“ گردِ سفر میں تری  
 تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 کمکشاںِ ضوِ ترے سردی تاج کی، زلفِ تاباںِ حسیں راتِ معراج کی  
 ”لَيْلَةُ الْفِتْرِ“ تیری مُنَوَّرِ جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 مُصْطَفَا مُجْتَبَا، تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں، دسترس میں نہیں  
 دِل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 کوئی بتلاتے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں  
 توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 چار یاروں کی شانِ جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیق، فاروق، عثمان، علیؓ  
 شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 اے سراپاِ نَفِيسِ الْاَنْفُسِ دو جہاں، سرورِ دلبِ سراںِ دلبرِ عاشقاں  
 ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں



(۱۹۸۳/۵۱۲۰۳)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمُنِيبٌ فَتَنِيكَ

اللَّهُمَّ

بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمُنِيبٌ فَتَنِيكَ

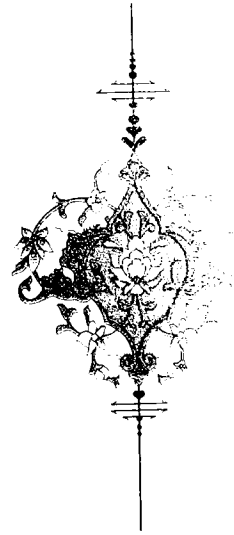


## سراپے اقدس ﷺ

اے رسولِ امیں، خاتمِ المرسلین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 اے براہمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب  
 دودمانِ تریشی کے درّثیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے  
 اے ازل کے حصیں، اے ابد کے حصیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذاتِ منظر پہ لائی گئی  
 سیدِ الاولیں، سیدِ الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 تیرا سکہ رواں گلِ جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا  
 کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں  
 تیرے انداز میں وسعتیں فرشش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی  
 تیرے انفاس میں خلد کی یاسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں



اِلْطَمَارِ كَيْ صَدَقَ هُوَ عَطَا اِكْرَامِ سَاغِرِ  
 اِكْ پَيَالِہ پِنے اصْحَابِ كِرَامِ اے سَاقِي  
 خَسْتِہ جَانوں سَے كُوٹِي پُوچھِے حِلَاوَتِ اِس كِي  
 رَاحَتِ جَانِ وَجِگَرِہے تِرَا نَامِ اے سَاقِي  
 كَبھِي تَنہَا تِي مِيں مَحْسُوسِ كِيَا كِرَتَا ہُؤں  
 صَحْنِ دِلِ مِيں تِرَا آہِستِہ حَسْرَامِ اے سَاقِي  
 مَہِ جَبِ مِيں لَاكھِ سَہِي شَہْرَہٗ آفَاقِ مَگَرِ  
 اُن كِے حَلَقِے مِيں ہِے تُو مَآہِ تَمَامِ اے سَاقِي  
 نَازِ مِيں اِيكِ سَے اِكْ بڑھِ كِے جَاہِ مِيں آتِے  
 ہِے تِرِي ذَاتِ مَگَرِ مَشْكِ خَتَامِ اے سَاقِي  
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہِے خُدَا كَا اِرْشَادِ  
 ہِے اُفَقِ تَا بَہِ اُفَقِ تِي رَا پِيَا مِ اے سَاقِي  
 رِٹنِے وَا لَے ہِيں سَہِي نَقْشِ جہَانْدَاروں كِے  
 نَقْشِ ہِے تِي رَا فِطْرَتِ نَقْشِ دَوَامِ اے سَاقِي  
 تَجھِ پَہِ اللہ كَا اور اُس كِے فَرِشْتوں كَا سَلَامِ  
 ہَمِ غَلَاموں كِي بَھِي جَانِبِ سَے سَلَامِ اے سَاقِي



## بِخَضْرُوسَاتِي كَوْثَرٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللهُ اللهُ! مُحَمَّدٌ تَرَانَامُ لِي سَاتِي  
 اِنْ كُنْتُ تَجَهُّ بِهٖ دُرُودٍ اَوْ سَلَامٍ لِي سَاتِي  
 بَعْدَ اللهِ كَيْ هِيَ تِيْرَامَتُ مِ لِي سَاتِي  
 كَيْسُ كِي جُرَاتُ هِيَ كَرِي اِسْمِي كَلَامُ لِي سَاتِي  
 اَزْ اَنْزَلْ تَابَهُ اَبْدُ تِيْرِي هِيَ سِرْدَارِي هِيَ  
 سَيِّدُ الْكُلِّ هِيَ تُوْ، هِيَ سَبْكُ اِمَامِ لِي سَاتِي  
 تَجَهُّ بِهٖ اللهُ كِي رَحْمَتُ كَانِي سَايَهُ هِرْدَمِ  
 كَلْ جِهَانِ پَر تِيْرِي رَحْمَتُ هِيَ مُدَامُ لِي سَاتِي  
 فَرَشِيُوْنَ پَر تُو عِنَايَاتُ كِي كُجَّهٖ حُدِي هِيَ نِيْسِي  
 عَرَشِيُوْنَ پَر بِي تَرَا فَيْضُ هِيَ عَامُ لِي سَاتِي  
 وَاَسْطَهٗ تَجَهُّ كُو بَرَاءُ عَسِيْمِ كِي فَنَرْزَنْدِي كَا  
 اِيكُ كَوْثَرُ كَا چَهْلَكْتَا هُوَا جَامُ لِي سَاتِي

## محمد ﷺ موتی

دُنیا سید ، محمد موتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم  
اُس بن دُنیا کیسی ہوتی ؟ صلی اللہ علیہ وسلم

مقصودِ کونین محمد ، مطلوبِ دارین محمد  
اُس بن دُنیا کیسے ہوتی ؟ صلی اللہ علیہ وسلم

گر نہ ہوتا آمنہ جایا ، خلقت کا غم کھانے والا  
خلقت بیٹھی نیند نہ سوتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم

زہرا کا دل غم کا مارا ، ہجرِ نبی میں پارہ پارہ  
گم گم آنسو ہار پروتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم

ساجن بن مکھ چین نہ آوے ، یاد اُس کی دن رین ساوے  
دل تڑپے ہے ، آنکھیں روتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم

کاش مرے محبوب کی دھرتی ، مجھ پہ نفیس یہ شفقت کرتی  
اپنے اندر مجھ کو سموتی ؛ صلی اللہ علیہ وسلم

یکم شعبان ۱۴۱۲ھ (۱۹۹۲ء)



سوچتا ہوں عنسہمِ دلِ عرضِ کُروں یا نہ کُروں  
 ان دنوں منکر سے ہے جیسا حرام اے ساتی  
 خوار ہے عالمِ اسلامِ نصاریٰ کے تلے  
 آج اُمت کا دگرگوں ہے نظام اے ساتی  
 نگہِ لطفِ عنریبوں پہ خُدارا ہو جاتے  
 پھر سُتور جاتے یہ بگڑا ہوا کام اے ساتی  
 دلِ برا ڈوب رہا ہے کہ تھی دامن ہوں  
 ہونے والی ہے ادھر زیت کی شام اے ساتی  
 ایک اُمیدِ شفاعت ہے فقط زادِ سفر  
 جس سے ہمت سی ہے کچھ کام بہ کام اے ساتی  
 لاج رکھنا، کہ ترے رحم و کرم پر ہے نفیس  
 ہے ترے در کا غلام ابنِ غلام اے ساتی

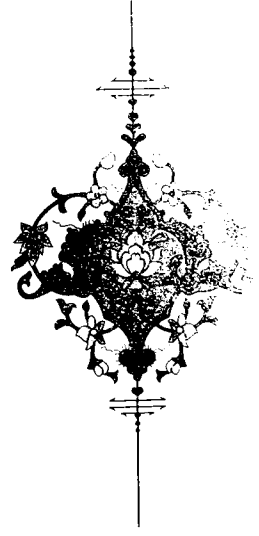
○

(مدینۃ المنورۃ : ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء)

## لب پر درود

لب پر درود، دل میں خیالِ رسولؐ ہے  
 اب میں ہوں اور کیفِ وصالِ رسولؐ ہے  
 دائم بہارِ گلشنِ آلِ رسولؐ ہے  
 سینچا گیا لہو سے نہالِ رسولؐ ہے  
 حُسنِ حسن کو دیکھ، حُسنِ حسین کو دیکھ  
 دونوں میں جلوہ ریزِ جمالِ رسولؐ ہے  
 بُو بکرؓ ہوں، عمرؓ ہوں، وہ عثمانؓ ہوں یا علیؓ  
 چاروں سے آشکارِ کمالِ رسولؐ ہے  
 اسلام نے عہدِ سلام کو بخشی ہیں عظمتیں  
 سردارِ مومنین، بلالؓ رسولؐ ہے  
 ہاں نقشِ پائے ختمِ رُسلِ میرا تخت ہے  
 اور سرِ کاجِ خاکِ نعالِ رسولؐ ہے  
 جامِ حَمِّ اُس کے سامنے کیا چیز ہے نفیس  
 جس کو نصیبِ جامِ سہنالِ رسولؐ ہے

(شوال المکرم ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء)





## چھا رہی ہے گھٹا مدینے کی

آگتی رُت پلانے پینے کی      چھا رہی ہے گھٹا مدینے کی  
 زندگی چاہیے قرینے کی      نہیں حسرت زیادہ جینے کی  
 خاک ہو جائے جو مدینے کی      زندگی اُس کی، موت اُس کی ہے  
 رَمضانِ عید ہے مہینے کی      رات دن شغلِ بادہ خوارِی ہے  
 لاہرے واسطے مدینے کی      مے افزنگ میں وہ بات کہاں  
 اب پلا دل کے آ بگینے کی      ساقیا چھوڑ ساغر و مہینا  
 مہر ہے ہاشمی بگینے کی      ختم ہے سلسلہ نبوت کا  
 خاک چُٹکی سی اک مدینے کی      ہفت اقلیم سے ہے بیش بہا  
 بوند اک اک ترے پسینے کی      ہفت قلزم کے موتیوں سے گراں

ننگِ اولادِ مصطفیٰ ہے نفیس  
 لاج رکھ لے خدا کینے کی

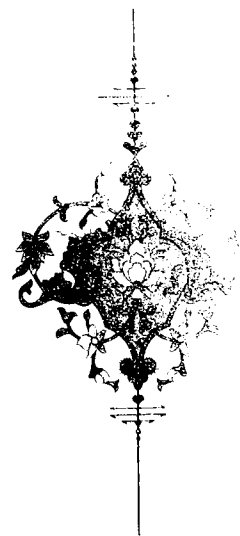


ربیع الاول ۱۴۱۵ھ (۱۹۹۴ء)

رسولِ رحمت کا بارِ احسان ، تمام خلقت کے دوش پر ہے  
 تو ایسے محسن کو بستی بستی ، نگر نگر کا سلام پہنچے  
 مرا قلم بھی ہے اُن کا صدقہ ، مرے ہنر پر ہے اُن کا سایہ  
 حضورِ خواجہ ص ، مرے قلم کا ، مرے ہنر کا سلام پہنچے  
 یہ التجا ہے کہ رُوزِ محشر ، گناہگاروں پہ بھی نظر ہو  
 شفیعِ اُمت کو ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے  
 نفیس کی بس دُعا یہی ہے ، فقیر کی اب صدا یہی ہے  
 سوادِ طیبہ میں رہنے والوں کو عمر بھر کا سلام پہنچے  
 صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

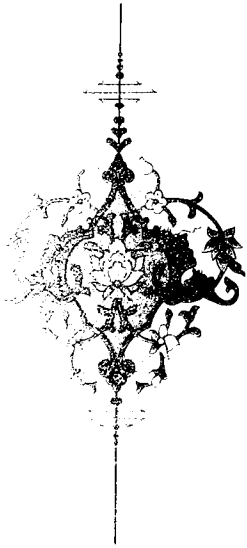


شبِ عاشورہ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / ۱۴ جون ۱۹۹۷ء



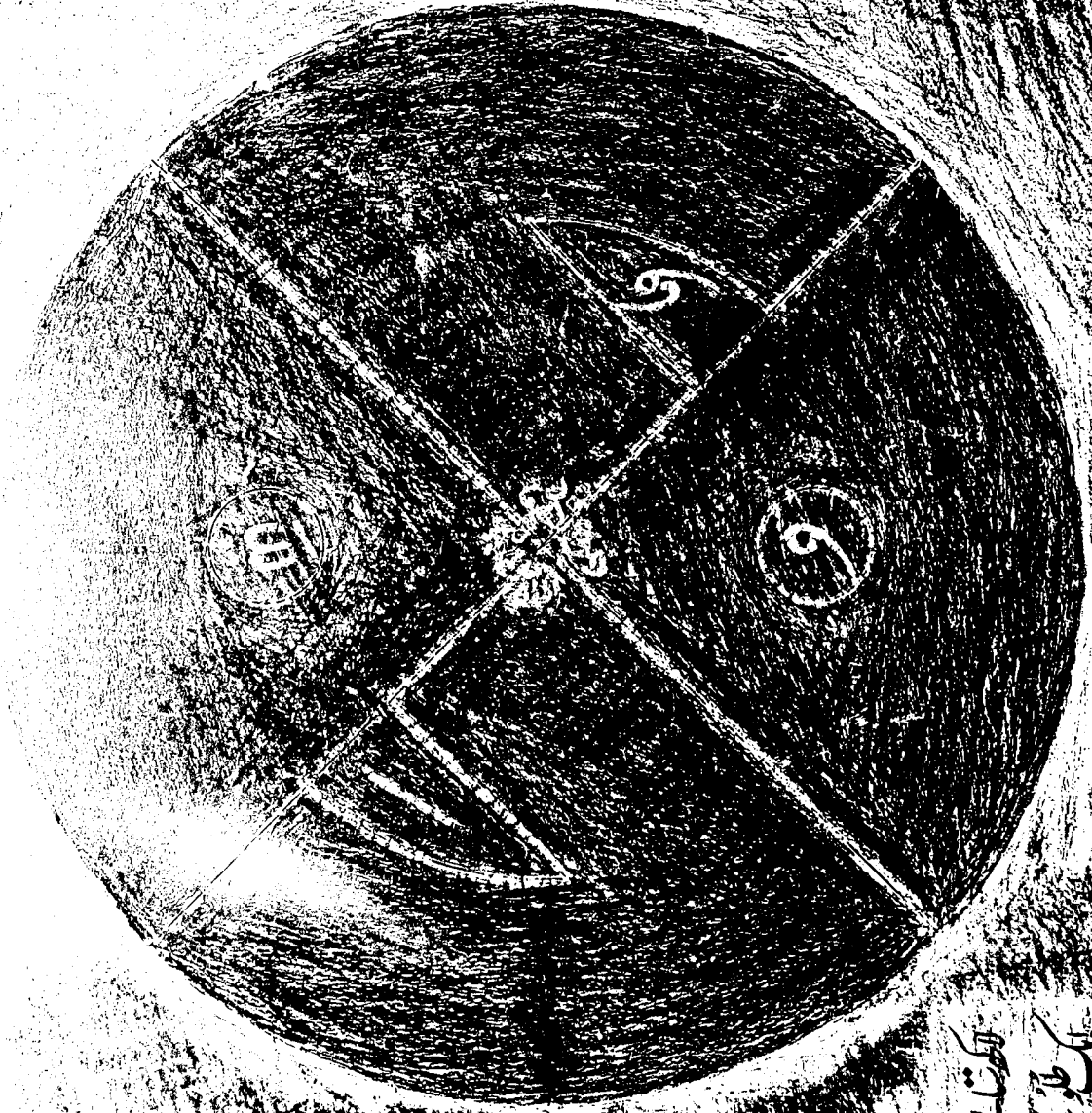
# سلام بحضور خیر الانام ﷺ

الہی! محبوبِ کل جہاں کو، دل و جگر کا سلام پہنچے  
نفسِ نفس کا دُرود پہنچے، نظرِ نظر کا سلام پہنچے  
پسائے عالم کی وسعتوں سے، جہاں بالا کی رفعتوں سے  
ملکِ ملک کا دُرود اُترے، بشرِ بشر کا سلام پہنچے  
حضور کی شامِ شام مہکے، حضور کی راتِ رات جاگے  
ملائکہ کے حسیں جلو میں، سحرِ سحر کا سلام پہنچے  
زبانِ فطرت ہے اس پہ ناطق، بارگاہِ نبی صادق  
شجرِ شجر کا دُرود جاتے، حجرِ حجر کا سلام پہنچے





ہر نبی کی رسالت ہوئی معتبر  
 جس پہ ختم نبوت کا دار و مدار  
 اُس نگارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 اُس مدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 اُس نگارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 اُس مدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 راہوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 کارزارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 کوہسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 اُس غبارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 یارِ غارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 ذی قارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 جان نثارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 شاہکارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 شاخسارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 ہر نبی کی رسالت ہوئی معتبر  
 جس پہ ختم نبوت کا دار و مدار  
 روکشِ حُسنِ یوسف ہے جس کا جمال  
 سدرۃ المُنستہی جس کی گردِ سفر  
 بدر میں تو نزول ملا تک ہوا  
 کیا کہوں جو اُحد سے محبت رہی  
 وہ جو پائے مبارک کی زینت رہا  
 کوئی دیکھے رفاقت ابو بکرؓ کی  
 اللہ اللہ! فراقِ روق کا دبدبہ  
 بہر عثمانِ رضوا کی بیعت ہوئی  
 مرتضیٰؓ بابِ شہرِ علومِ نبیؐ  
 جس کے دو پھول پیارے حُسنِ او حُسنِ



۱۰

۹

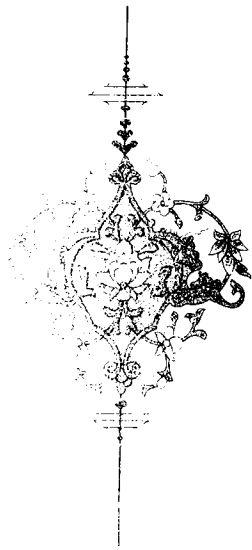
۸

۷

۶

# لاکھوں سلام

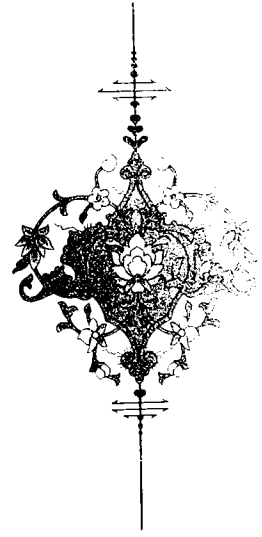
تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 سید الاولین، سیدِ الاخرین  
 فخرِ اولادِ آدم پہ اربوں درود  
 وہ براہمی و ہاشمی خوش نسب  
 وہ جب آئے جہاں میں بہار آگئی  
 جلوہ گاہِ محمد، وہ عنارِ حرا  
 جبریل امین، مرثیہ مرثیہ  
 نورِ پاشِ رسالت پہ دائمِ درود  
 کعبۃ اللہ حصین حصینِ یتیم  
 شہرِ یارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 نامدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 افتخارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 شاہوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 نو بہارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 جلوہ زارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 رازدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 نورِ بارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 سایہ دارِ نبوت پہ لاکھوں سلام  
 شہسوارِ نبوت پہ لاکھوں سلام



# اُداس راہیں

(طریق ہجرت سے متاثر ہو کر)

حَرَم سے طیبہ کو آنے والے! تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں  
جدھر جدھر سے گزر کے آئے! اُداس راہیں ترس رہی ہیں  
رسولِ اطہر جہاں بھی پھیرے، وہ مندریں یاد کر رہی ہیں  
جبینِ اقدس جہاں جھکی ہے، وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں  
جو نورِ افشاں تھیں لفظ لفظ، حضورِ انور کے دمِ قدم سے  
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں، وہ بارگاہیں ترس رہی ہیں  
صبائے بطحا عمنوں سے پڑے، فضائے اقصیٰ بھی دکھ بھری ہے  
اب ایک مدت سے حال یہ ہے، اتر کو آہیں ترس رہی ہیں  
خیال نہ رہا کہ چشمِ عالم تری ہی جانب لگی ہوتی ہے  
نگاہ نہ رہا، کہ ساری اُمت کی ٹیٹھی چاہیں ترس رہی ہیں



ہر صحابی نبیؐ پر تصدق رہا جاں سپارِ نبوتؐ پہ لاکھوں سلام  
ساری اُمت پہ ہوں اُن گنتِ حمیتیں پاسدارِ نبوتؐ پہ لاکھوں سلام  
جس کو ترسا کیے چشمِ ودل اے نفیس  
اُس دیارِ نبوتؐ پہ لاکھوں سلام



(۲۰) محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء





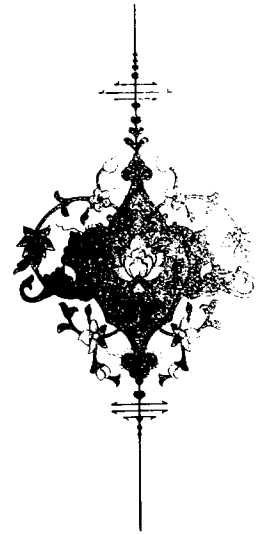
# گھر گھر اُجالا

حضورِ محمد ﷺ سے گھر گھر اُجالا  
ظہورِ محمد سے گھر گھر اُجالا  
بنایا خدا نے سراجاً منیراً  
ہے نورِ محمد سے گھر گھر اُجالا



ہے ذاتِ محمد ﷺ سے گھر گھر اُجالا  
صفاتِ محمد سے گھر گھر اُجالا  
یہ انوارِ ذات و صفات ، اللہ اللہ!  
حیاتِ محمد سے گھر گھر اُجالا

(۱۳۱۹ھ / ۱۹۹۸ء)



نفیس کیسیا یہ وقت آیا، سلوک و احساں کے سلسلوں پر  
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں، وہ خانفتا ہیں ترس رہی ہیں



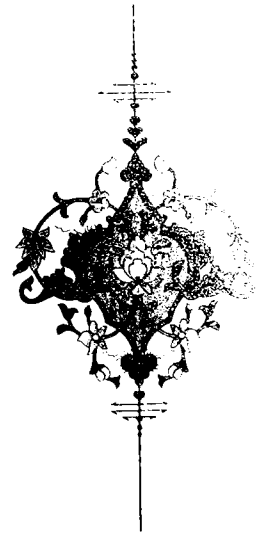
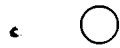
(ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء)



راہِ حق کربلا کو جاتی ہے  
اس میں ہوتے ہیں سرفشلم، ساتی



رند تو رند ہیں زمزم کی صُبوچی پی کر  
 زاہدِ خشک بھی سرشار نظر آتے ہیں  
 حلق ناموسِ محمد پہ کٹانے والے  
 کچھ جو ہیں تو یہی احرار نظر آتے ہیں  
 جذبِ کامل ہو تو ملتا ہے حضورِ کا شرف  
 چشمِ ظاہر سے بھی سرکار نظر آتے ہیں  
 بختِ بیدار مبارک ہو انھیں، جن کو نفیس  
 خواب میں سیدِ ابرار نظر آتے ہیں



یہ اشعار ذوالحجہ ۱۴۰۳ھ (ستمبر ۱۹۸۳ء) میں پہلے سفر حج کے دوران میں مدینہ منورہ سے تھکے معظّمہ جاتے ہوئے کہے گئے۔

لہ اعرار : تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے اپنی زندگیاں کٹانے والے مجلسِ اعرار اسلام کے سرفروش و جانناز کارکن - (مرتب)

## ارمغانِ مدینہ

مست بادل سر کُھسار نظر آتے ہیں  
فضلِ باری سے گرائبِ نظر آتے ہیں  
یہ جو صحرا، گل و گلزار نظر آتے ہیں  
تیری رحمت ہی کے آثار نظر آتے ہیں  
رشکِ صد یوسف کِنعاں ہے مدینے کا نگار  
دو جہاں طالبِ دیدار نظر آتے ہیں  
تاج ہے ختمِ نبوت کا سرِ اقدس پر  
گردِ انوار ہی انوار نظر آتے ہیں  
آج حسرت کی ہے تصویرِ قبّہ کی مسجد  
سُونے سُونے در و دیوار نظر آتے ہیں  
ان سیہ فام فقیروں کو حقارت سے نہ دیکھ  
مجھ کو یہ صاحبِ اسرار نظر آتے ہیں

درِ جاناں پہ پھوڑنے کے لیے  
 دل جلے لے کے چھالے آتے ہیں  
 اللہ اللہ! جمالِ محبلِ دوست  
 تیرگی میں اُجالے آتے ہیں  
 مالک الملک! اے رحیم و کریم  
 تیری شفقت کے پالے آتے ہیں  
 چشمِ نادمِ برس رہی ہے نفیس  
 خشک ہونٹوں پہ نالے آتے ہیں

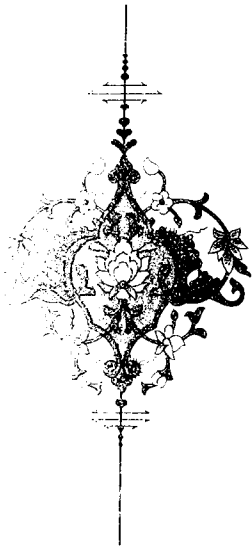


صحنِ حرمِ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
 (ذو الحجہ ۱۴۰۳ھ / ستمبر ۱۹۸۳ء)



# صحیح حرم میں

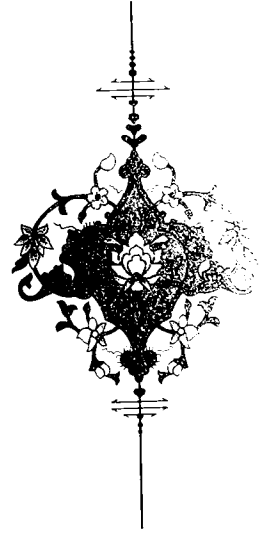
گورے آتے ہیں، کالے آتے ہیں  
سب یہاں بخت والے آتے ہیں  
صبح صادق کی طرح سے اوڑھے  
نوری نوری دوشالے آتے ہیں  
یہ کفن پوش، پیکرِ تسلیم  
گردنیں اپنی ڈالے آتے ہیں  
اپنا سب کچھ نیشا کرنے کو  
مصطفیٰ کے جیالے آتے ہیں  
چھاؤنی بن گیا ہے صحیح حرم  
عاشقوں کے رسالے آتے ہیں  
اپنے اپنے گھروں سے دیوانے  
بے خودی کے نکالے آتے ہیں



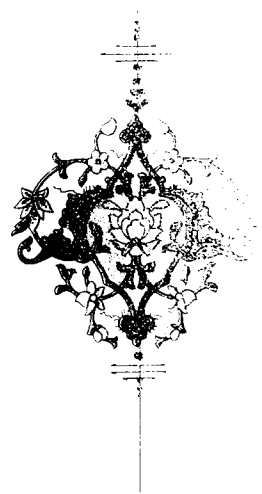
وہ آلِ محمد ہوں کہ اصحابِ محمدؐ  
ہیں زینتِ دربارِ دربارِ مدینہ  
نسبت نہیں شاہوں سے نفیس اہل نظر کو  
کافی ہے انھیں نسبتِ سرکارِ مدینہ



(۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء)



۸۳	ارمغانِ مدینہ
۸۵	صحیحِ حرم میں
۸۷	انوارِ مدینہ
۸۹	میں تو اس قابل نہ تھا
۹۲	پیامِ آہی گیا
۹۴	یادِ مدینہ
۹۶	حسرت
۹۷	آرزو
۹۸	محمدؐ را بجانِ خویش دارم
	<b>پہلا باب</b>
۹۹	بو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم
۱۰۱	کر بلا کے بعد
۱۰۳	ذکرِ حسنین رضی اللہ عنہما
۱۰۴	اُسوۂ شہیدین رضی اللہ عنہ
۱۰۵	خواجہ اجمیریؒ
۱۰۶	قطب صاحبؒ
۱۰۷	بابا فریدؒ
۱۰۸	سلطانِ حجیؒ
۱۰۹	چراغِ دہلیؒ





## انوارِ مدینہ

اللہ سے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ  
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ  
روشن رہیں دائمِ در و دیوارِ مدینہ  
تا حشر رہے گرمی بازارِ مدینہ  
ہے شہرِ نبیؐ آج بھی فردوسِ بَدامان  
جاری ہے وہی موسمِ گلبارِ مدینہ  
پھرتے ہیں تصوّر میں وہ پرکیفِ مناظر  
تاجِ نظر ہیں گل و گلزارِ مدینہ  
جس قلب میں یارانِ نبیؐ کی ہوعقیدت  
کھلتے ہیں اسی قلب پہ اسرارِ مدینہ  
معمورِ صحیٰ رضابہ کی محبت سے رہے گا  
وہ سینہ کہ ہے مہبطِ انوارِ مدینہ

بھا گیا میری زباں کو ذکرِ اِلَّا اللّٰہ کا  
یہ سبق کس نے پڑھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

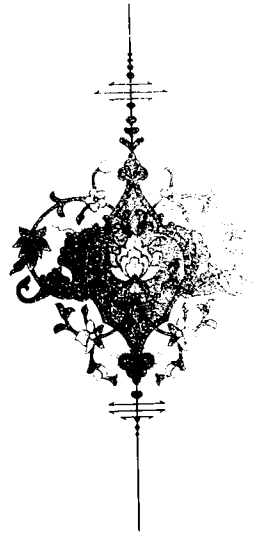
خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے  
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے عنافل رہا  
پر نہیں تو نے بھلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی  
تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا، میں تو اس قابل نہ تھا

عہد جو روزِ ازل تجھ سے کیا تھا یاد ہے  
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اس قابل نہ تھا

تیری رحمت، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب  
گنبدِ خضراء کا سایا، میں تو اس قابل نہ تھا



# میں تو اس قابل نہ تھا

۱۴۰۹ھ میں حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد کچھ اشعار حرم پاک میں اور کچھ جدہ میں ہوئے ————— نفیس



شکر ہے تیرا حُندِ ایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
تُو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
اپنا دیوانہ بنایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
گردِ کعبے کے پھرایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
مَد توں کی پیاس کو سیراب تُو نے کر دیا  
جسامِ زَمزم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
ڈال دی ٹھنڈکِ مرے سینے میں تُو نے ساقیا  
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اس قابل نہ تھا



# پیام آہی گیا

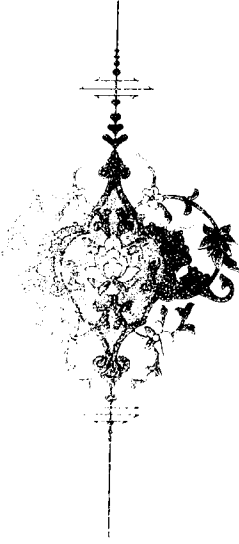
اللہ اللہ! جانِ جاناں کا پیام آہی گیا  
لطف کا پروانہ اک دن میرے نام آہی گیا  
جذبہ بے اختیار شوق کام آہی گیا  
اک فقیر بے نوا تک دورِ جام آہی گیا  
عاجز و درماندہ، سر تاپا شکستہ، ہائے ہائے  
رفتہ رفتہ تا درِ بیت الحرام آہی گیا  
آپ جیواں کی تمت تھی، سو پوری ہو گئی  
چشمہ زمزم پہ آخر تشنہ کام آہی گیا  
اپنے ارماں پورے کر لے، خوب جی بھر کر یہاں  
اے دل بیتاب! لے تیرا مقام آہی گیا  
میری جاں جس پر سدا کون و مکان جس پر نثار  
سلسلے وہ روضہ خیر الانام آہی گیا



میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہِ قدس میں  
اور جو پایا سو پایا، میں تو اس قابل نہ تھا  
بارگاہِ سید کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آ کر نفیس  
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟، میں تو اس قابل نہ تھا



(۱۹۸۹ء / ۱۴۰۹ھ)



# یادِ مدینہ

رمضان کا جو مہینہ آیا  
یاد رہ رہ کے مدینہ آیا

ہاتھ اٹھا کر جو دعائیں مانگیں  
ہاتھ رحمت کا خزینہ آیا

بارگاہِ نبویؐ میں پہنچا  
جیسے ساحل پہ سفینہ آیا

حوصلہ سامنے ہونے کا نہ تھا  
منہ چھپائے یہ کمینہ آیا

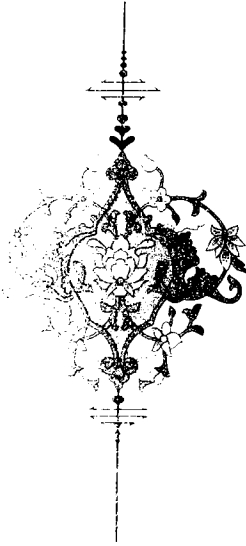
تن بدن کانپ رہا تھا میرا  
اُف، ندامتِ پسینہ آیا



اُن کی یہ ذرّہ نوازی ، اُن کا یہ جُود و کرم  
بارگاہِ قدس میں بہرِ سلام آہی گیا  
حاضری اب ہو رہی ہے سال کے بعد آنفیس  
صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام آہی گیا



سکتہ المکرّمۃ      رمضان المبارک  
مدینۃ المنورۃ      شوال المکرم ۱۴۱۶ھ / ۶۱۹۹۶



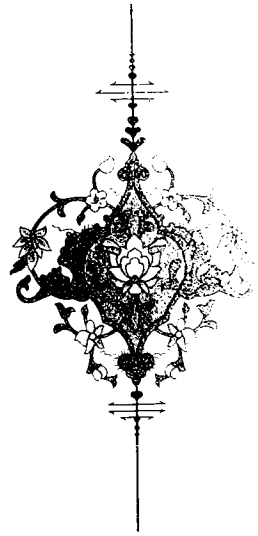
## حسرت

رَمَضَانَ بھي گُزَر گيا يوں ہی  
 مَوج آتی نہ کوئی ساحل تک  
 ماہِ نَوِ عِشَق کی طَرح آیا  
 کیا سُهانی سُهانی راتیں تھیں  
 دامنِ دِل نہ بھر سکا آبِ کِے  
 لگ رہی ہے فِضاً اُداس اُداس  
 ذکَرِ جاناں سے جاں میں جاں آئی  
 اُن کا عِسم تو مُحِيطِ عَالَمِ ہے  
 سَفَرِ حَجِّ بَہت مُبارک ہے  
 چَڑھ کے آیا، مگر گيا يوں ہی  
 دِل کا دَریا اُتر گيا يوں ہی  
 ہم پہ الزامِ دَھر گيا يوں ہی  
 خواب تھا جو بکھر گيا يوں ہی  
 موسمِ گلِ گُزَر گيا يوں ہی  
 ہائے سُنسان کر گيا يوں ہی  
 زلیت کا رُخ نکھر گيا يوں ہی  
 میرے سینے میں بھر گيا يوں ہی  
 کیا کریں گے، اگر گيا يوں ہی

اللہ اللہ اُس کا بَچتِ نَفِيسَ

جو مَدِينِے میں مَر گيا يوں ہی

(شوال المکرم ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء)





عرض کرنا تھا دلِ زار کا حال  
کچھ سلیقہ نہ قرینہ آیا

آہ افسوس! صد افسوس نفیس  
فصلِ گل میں بھی نہ پینا آیا

○  
(۶۱۹۹۴/۵۱۴۱۴)

○  
توحید کا دم بھرِ شام و سحر  
اللہ کے بندے شُرک نہ کر

○

محمّد را بجانِ خویش دارم  
 بجانِ خویش بیش از بیش دارم  
 قرابت با تو شد اعزازِ اُمّت  
 بحمدِ اللہ من درویش دارم  
 غمِ تو مذہبِ اہلِ محبّت  
 زہے قسمتِ محبّت کیش دارم  
 بیا عشقِ جنوں ساماں! مدد کن  
 کہ صحرائے عرب درپیش دارم  
 بفیضِ حُسنِ تو اے شاہِ خوابان  
 سیرِ سلطان، دلِ درویش دارم  
 نفیسِ آن جانِ جاناں را سلا مے  
 ز دردِ عشقِ او دلریش دارم  
 (نوح ۱۹۴۵-۱۹۸۳ء)

